

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 مَخْلُوقٌ وَصُفِیَ عَلٰی رُؤُوسِ الْاَشْجَارِ  
 ۱۹۸۰ دسمبر

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَدْرَاكُهُ

ہفت روزہ  
**بدر**  
 قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Regd. No. P/G.D.P-3 Registered with the registrar of news Papers for India at No. R. N. 61/57 Phone No. 35

محبّت کا سفیر

جلد لائے نمبر

18th, 25th, FATAH 1359.  
 18th, 25th, Dec. 1980



ادارہ تحریر  
 ایڈیٹر: خورشید احمد انور  
 نائب جاوید اقبال اختر

اکرا (غانا) کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا درود مسعود۔











ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں مسیح کہتا ہوں میں خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں!

اُس نے مجھے اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں رسول اللہ کی عظمتیں دنیا پر ظاہر کروں!

آسمانی نور دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے، اسے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ

خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق و معارف عطا کئے ہیں میری طرف اور اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ

① "یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ میں تمہیں مسیح کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو، چاہو تو رد کرو۔ مگر تمہارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہوگا رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرمادیا ہے۔ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۰۶)

② "میں اس وقت محض اللہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور عجز الہیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے، اس کی مدد کرو کہ ایسا یہ غریب ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے۔ اور حقائق و معارف اپنی کتاب کے پیرے پر رکھو لے ہیں۔ اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف اور تمہارا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔" (میرکات الدعوات صفحہ ۴۲ تا ۴۳ ایڈیشن ۱۹۹۸ء)

③ "اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو ہم میں پل رہا ہے بھیجا تاکہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے جو گرتے گرتے جس قسم کی گمشدہ ہو رہے ہیں نہ ہوتیں تو چیتداں حرج نہ تھا۔ لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف ہمیں ویسا ہی کو معدوم کر کے کسی نیکوئی میں جمنہ اتوا ہم کی ہوتی ہیں۔ .... اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَهٗ لِحَافِرٌ فِطْرًا اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا۔ مگر نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔" (ریپورٹ جلد سالانہ ۱۹۸۷ء)

④ "آسمانی نور اتر رہا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ تاکہ ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جو ہر قابل نہیں رکھتی وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ تم بھی باوجود نور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ماور ہر بان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے۔ مگر تم اُن پر قدم مارنے کے لئے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی، تخم بڑی ہی میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا، پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔" (ریپورٹ جلد سالانہ ۱۹۸۷ء)







# پندرہویں صدی میں دنیا تثلیث کی بجائے اُحد کی بناؤں کو بخننے لگنے کی

## اس کی میں اُمّتِ اسلامیہ کی بنیاد پر اور اسلامِ کامل طور پر غالب آئیگا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱۳۶۰ سالہ اجتماعِ آخری روز حضرت امام جہا احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب

اور اگر تم اس وقت نہ ہوتے تو تہذیبی اولاد میں ہوں گی جو مہدی کو مانیں گی۔  
حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہدی کے مقام کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ مہدی کا مقام ایک تو اس وجہ سے بہت عظمت رکھتا ہے کہ امتِ محمدیہ کے کرور ہا افراد میں سے صرف اور صرف مہدی کے لئے اللہ تعالیٰ نے وہ پیار مخصوص دیا ہے جو کسی اور کو نہیں ملا۔ دوسرے مہدی کا یہ مقام ہے کہ وہ دنیا جو تمام قوموں کی طرف بھیجا گیا تھا اس کو کامل اور مکمل غلبہ قرآنی آیت

لَيُظْهِرَنَّ عَلَى الدِّیْنِ كَلِمَةً

کے مطابق مہدی کے وقت میں ہونا ہے۔ اور امتِ محمدیہ کے تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اس آیت قرآنی میں جس عالمگیر علیہ السلام کا ذکر ہے وہ مہدی کے زمانہ میں ہونا مقدر ہے۔ حضرت ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اُنس میں اسلام کا غلبہ آنے کے بعد ایک بار یہ علاقہ مفتوح ہو جائے گا۔ اور بڑی تباہی آئے گی۔ پھر مغرب کی طرف سے مہدی وہاں پہنچے گا اور مہدی کا آنا اس عالمگیر اسلامی انقلاب کی ابتدا ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ احادیث میں یہ بات بڑے تواتر سے اور بار بار آئی ہے کہ مسیح مہدی اور اس کے اصحاب کو آگ سے بچایا جائے گا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ اسلام کے متعدد حوالہ جات پڑھ کر سنائے۔ جس میں مہدی کی آمد اور اس کے بلند مقام کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ مہدی کے وقت میں دنیا اسلام کے نور سے چوری طرح بھر جائے گی۔ اس کے ماننے والوں کی زبردست کثرت ہوگی۔ اور یہ غلبہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک دوسری صدی کے اختتام تک یہ تمام وعدے پورے ہو جائیں گے۔ دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔  
حضور ایدہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ پیشگوئیاں پڑھ کر سنائیں جن میں احیاء کے غلبہ کا ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس طرح سے پندرہویں صدی اسلام کو غالب کرنے کی صدی ہے۔ اس لئے آپ لوگ ہنسنے تمسکراتے پڑھتے چلے جائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ تاریخی خطاب لجنہ امداد اللہ کے اجتماع میں براہ راست سنایا گیا۔  
(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۸۰ء)

ربیعہ ۹ نبوت/ نومبر۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ پندرہویں صدی ہجری میں اُمّتِ مسلمہ میں تکفیر بازی ختم ہو جائے گی۔ حضور نے بڑے یقین اور اعتماد سے فرمایا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ پندرہویں صدی اس کو ختم کر دے گی۔ فرقہ وارانہ تعویذی مشادی جالے کسی اور تمام فرقے اپنے خیالات کو چھوڑ کر ان کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے جن کے پاس اسلام کی خالص اور سچی

شدت کے ساتھ اُحد اُحد کی صدیوں کو بخننے لگیں گی۔ اجاب کرام اس خوشخبری کو سن کر جوش اور مسرت سے دیوانے ہو گئے اور اجتماع کا پنڈال بیس ہزار افراد کے لغزہ ہائے تکبیر سے گونجنے لگا۔ ان میں سے ایک لغزہ کا سر صلیب زندہ باد بھی تھا۔

حضور نے فرمایا کہ تشلیث کی ان آوازوں کو خاموش کرنے کے لئے تو ایک بلال کافی ہے۔ اور خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو لاکھوں ایسے سینے دے گا جن میں بلال کے دل دھڑک رہے ہوں گے۔

حضور نے فرمایا پندرہویں صدی میں وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود مٹا دیں گے۔ ان کی ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سانپوں کے ذریعے سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مجبور حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پندرہویں صدی میں دنیا سے بڑائی اور چھوٹے پن کا امتیاز ختم کر دیا جائے گا۔ نہ کوئی چھوٹا ہوگا اور نہ کوئی بڑا۔ سب ایک ہی سطح پر آئے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے چمٹے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اس صدی میں تکبر کا سر توڑ دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ عاجزی اور انکساری، باہمی اخوت و پیار لے لے گی۔ لڑائیاں جھگڑے ختم کر کے مسلمان بنیائیں موصوف بن جائیں گے۔ اور وہ ایسی مضبوط دیوار ہوں گے کہ شیطان کا ہر وار اس سے ٹکرا کر ختم ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پندرہویں صدی میں ساری دنیا اُمّتِ واحدہ بن جائے گی۔ ایک خدا ہوگا۔ ایک رسول ہوں گے۔ اور ایک شریعت ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمہارے اور تمہاری نسلوں کے دل مہدی کے لئے جیت لے جائیں گے۔

حضور نے فرمایا پندرہویں صدی میں وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود مٹا دیں گے۔ ان کی ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سانپوں کے ذریعے سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مجبور حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پندرہویں صدی میں دنیا سے بڑائی اور چھوٹے پن کا امتیاز ختم کر دیا جائے گا۔ نہ کوئی چھوٹا ہوگا اور نہ کوئی بڑا۔ سب ایک ہی سطح پر آئے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے چمٹے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اس صدی میں تکبر کا سر توڑ دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ عاجزی اور انکساری، باہمی اخوت و پیار لے لے گی۔ لڑائیاں جھگڑے ختم کر کے مسلمان بنیائیں موصوف بن جائیں گے۔ اور وہ ایسی مضبوط دیوار ہوں گے کہ شیطان کا ہر وار اس سے ٹکرا کر ختم ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا پندرہویں صدی میں وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود مٹا دیں گے۔ ان کی ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سانپوں کے ذریعے سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مجبور حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پندرہویں صدی میں دنیا سے بڑائی اور چھوٹے پن کا امتیاز ختم کر دیا جائے گا۔ نہ کوئی چھوٹا ہوگا اور نہ کوئی بڑا۔ سب ایک ہی سطح پر آئے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے چمٹے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اس صدی میں تکبر کا سر توڑ دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ عاجزی اور انکساری، باہمی اخوت و پیار لے لے گی۔ لڑائیاں جھگڑے ختم کر کے مسلمان بنیائیں موصوف بن جائیں گے۔ اور وہ ایسی مضبوط دیوار ہوں گے کہ شیطان کا ہر وار اس سے ٹکرا کر ختم ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ پندرہویں صدی میں ساری دنیا اُمّتِ واحدہ بن جائے گی۔ ایک خدا ہوگا۔ ایک رسول ہوں گے۔ اور ایک شریعت ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ پندرہویں صدی میں وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود مٹا دیں گے۔ ان کی ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سانپوں کے ذریعے سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مجبور حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس تمام الاحدیہ کے ۳۶ ویں سالانہ اجتماع کے آخری روز بیس ہزار کے مجمع سے ایک تاریخی خطاب فرما رہے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب چودھویں صدی ہجری کا آخری خطاب تھا۔ اور اپنی قوت اور روحانی جذب کے لحاظ سے ناقابل فراموش اور یادگار خطاب تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں پندرہویں صدی میں رونما ہونے والے حالات کا ایک نقشہ کھینچا۔ اور اجاب کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بتایا ہے کہ پندرہویں صدی ہجری میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوں گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری روحانی نگاہ دیکھ رہی ہے کہ اسلام کا دشمن بت پرست شرک چھوڑ دے گا اور خود بخاری کے ہاتھوں سے بتوں کو توڑ دیا جائے گا اور وہ کر وڑوں سینے جن میں شرک کی ظلمت بھری ہوئی ہے وہ شرک سے خالی ہو کر خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بھر جائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ہتھیاروں کی نہ ہمیں ضرورت ہے اور نہ اسلام کو۔ اسلام اپنے نور حسن اور قوت احسان کے ساتھ ان سے دنوں کو خدا تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے گا۔ اور انسانوں میں مردوں کی پرستش، قزوں کی پرستش اور پیر پرستی اس صدی میں ختم ہو جائے گی۔

حضور نے پرجلال الفاظ میں فرمایا کہ پندرہویں صدی میں انسانوں کو خدا بنانے کا زمانہ ختم ہو جائے گا۔ اور تشلیث نے جس شدت سے ہماری قضا کو تشلیث تشلیث کی صوتی لہروں سے سمور کیا ہے اس سے کہیں زیادہ











سے دنیا کے سامنے بانگ، دل یوں  
پیش فرمایا :-  
"قرآن شریف ان تمام غیبوں کا  
رانا جن کی قبولیت دنیا میں کمال  
پہنچا ہے۔ مسلمانوں کا قرآن شریف  
کلمہ رانا ہے اور قرآن شریف  
کی رو سے ان غیبوں کی سوائی  
کے لئے یہ: بل کا فی ہے کہ  
دنیا کے ایک اڑے حصے نے  
ان کو قبول کیا اور ہر ایک قدم  
میں خدای مدد اور نصرت ان  
کے شامل حال ہو گئی" (چشمہ  
معرفت)

نیز اسلام کی اس یگانہ نظر خرابی  
کو سدھارنے کے ساتھ یوں پیش فرمایا :-  
"اسلام وہ پاک اور صاف کار  
مذہب تھا جس نے کسی قوم  
کو مشا اور جہل نہیں کیا اور  
قرآن اور قابل معجز کتاب پر  
جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد  
ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی  
کو مان لیا اور تمام دنیا میں یہ  
فخر خاص قرآن شریف کو حاصل  
ہے جس نے دنیا کی نسبت میں  
پر تسلیم رہی کہ لا تقدرق بین احد  
منہم و من لہ عدو صرف  
یعنی تم اسے مسلمانو یہ کہو کہ  
ہم دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان  
لائے ہیں اور ان میں کوئی نہ  
نہیں ڈالتے کہ بعض کو مانیں  
اور بعض کو رد کر دیں۔ اگر ایسی  
کوئی اور صلح کا کتاب ہے تو  
اس کا نام لو۔ قرآن شریف  
نے خدا کی عام رحمت کو کسی  
مناہدان کے ساتھ حضور میں  
نہیں کیا۔ (پیغام صلح صفحہ ۱۲۵۹)

دوسرا ہم یہ دیکھیں کہ ہمارے آقا حضرت  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی  
کے لئے یہ صلح کی ہے کہ ان کے لئے  
تمام نبیوں کے لئے صلح کا حکم دے کر ان  
عالم کی دار میں رکھی بلکہ اس سے بھی  
بڑھ کر یہ اس پر آپ کے ذریعہ کہ دیا  
گیا۔ ولا تبصروا بینہم و بھونوا  
دو دنیا اور فیہم و اولادہم و اولادہم  
صلحہ و انعام آیت ۱۰۸ کہ اسے  
جو کو تم ان کو گواہ مت دے اور تم سے  
نہ ملے اسے مت یاد کر جس کی دوسرے  
بھائی عبادت کرتے ہیں اور عورت سے  
پکار سکتے ہیں خواہ وہ اللہ کے سوا  
کوئی اور وجود ہی نہیں کیونکہ اگر تم ایسا

کر دے تو دوسرے روز دہشتی میں آکر  
تیار سے اللہ کو گالی دیں گے اور یہ  
ناخوشی سے یاد کریں گے حالانکہ انہیں  
اللہ کے متعلق صحیح علم نہیں۔ اس اصول  
کی وضاحت ایک حدیث ہوئی ہے یوں  
ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ بد بخت سے وہ آدمی جو اپنے  
باپ کو گالی دے لکھتے۔ اس پر آپ کے  
صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کہ کیا کوئی اپنی  
باپ کو گالی دے سکتا ہے۔ آپ  
نے فرمایا ہاں جو دوسرے کے  
باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے  
بد سے ہو بیٹے کے باپ کو گالی دیتا  
ہے۔ پس اس عالم کے لئے نہایت  
ضروری اصول یہی ہے کہ ہم دوسروں  
کے عزیزین کی عزت بجا لادیں تو وہ  
ہمارے قابل تقسیم ہونے کی بھی عزت  
کر لیں گے۔ آری لوں اور عیسائیوں  
پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
پر بیعت نامہ الزامات لگا کر عزت کے  
مسکتے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ  
السلام نے اپنی کتاب میں دیکھے اور  
ساتھ ہی فرمایا :-

"ہم لوگ دوسری قوموں کے  
نبیوں کی نسبت ہرگز بد نہ بانی  
نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ  
رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں  
مختلف قوموں کے نبی نبی آئے  
ہے ہیں اور کہہ لے لو گوں  
نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا  
کے کسی حصہ میں ان کی محبت  
اور عظمت جائز نہیں ہو گئی ہے  
اور ایک زمانہ دراز اس  
عزت اور اعتقاد پر گزر گیا  
ہے تو بس یہی ایک دلیل ان  
کی سچائی کے لئے کافی ہے  
کیونکہ اگر وہ خدا کا طرفدار  
نہ ہوتے تو یہ قبولیت کو نہ لے  
لو گوں کے دلوں میں نہ پہنچتی  
خدا اپنے مقبول بندوں کی  
عزت دوسروں کو ہرگز نہیں  
دیتا"

اس قرآنی اصول کو جب بھی ہم نے  
پیش کیا۔ اس کا غیر معمولی اثر ہوا۔ مجھے  
خوش یاد ہے عاجز مارٹنس میں ہوا  
بھاگہ دہاں کے عیسائیوں کے ایک  
فرقہ ۷۱۵۶۷۱۵۷ سات روزہ  
رہینار میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
پر کئی بیشمار اعتراضات کی پوجہ اڑ  
کر دی اور مسلمانوں پر پورٹ پوسٹ  
کو آپ سے بدظنی کرنے کی پوری

کوشش کی۔ ہمارے مسلمان دوستوں  
نے اپنے علماء کرام سے ایسے ہو کر  
عیسائیوں کے جواب میں جملہ کرسٹوں کی  
دعوت دی، چنانچہ اسکی پالیسی ہم  
نے یوں جھٹلے کہ ایک کا مضمون  
تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
تو بائبل کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے  
آئے ہیں۔ دوسرے جملہ کا مضمون  
تھا قرآنی شریف حضرت عیسیٰ کو کہتے  
ہے کہ وہ پریشی کرنا ہے۔ "تیسرے  
جملہ میں اعتراضات کے جوابات  
دیتے ہوئے آخر میں ZIFORAT  
کا مقولہ پیش کیا کہ اس طریق سے بھی  
مقرر ہوا کہ منہ بند ہو سکتا ہے مگر ہم  
اس پر کیسے عمل کریں ہمارے عیسائی  
بھائیوں نے تو نا سمجھی کی وجہ سے  
ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو گالیاں دے لیں۔ ہم ان  
کے عیسیٰ کو کہتے گالیاں دے سکتے  
ہیں۔ جن کو ہم قرآنی حکم کے مطابق  
سچا پڑا مانتے ہیں۔ نہیں نہیں ہم سے  
ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم رحمت لعا لہین  
کے ماننے والے ہیں جو دنیا کے

سب انسانوں کے لئے رحمت تھے  
اور انسانوں کی طرف آئے والے  
سب نبیوں کے لئے بھی رحمت  
ہے۔ پس ہم تو سب نبیوں کی عزت  
قائم کریں گے۔ بلکہ ان کے ماننے  
والوں کی بھی عزت کریں گے کہ آخر  
وہ بھی ہمارے ایک بھائی کے ماننے  
والے تھے۔ اور دعا کریں گے تا  
وہ بھی ہمارے ساتھ شتانی ہو کر  
سب نبیوں اور نبیوں کے سردار  
حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو جھل مان لیں  
جو بیٹے انبیاء کی خوبیوں کو اجاگر کرنے  
آئے تھے۔ مگر یکجا طور پر اور  
واحد سو سال اقلت کی  
آیت کریمہ کے مطابق اس  
زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ  
کا روزگار مل بھیجا جس نے آپ  
کی خوبیوں کو دنیا میں اجاگر کیا  
اور ثابت کیا ہے کہ واقعی آپ  
رحمت لعا لہین تھے اور ہیں اور  
قیامت تک رہیں گے۔  
انشاء اللہ تعالیٰ۔

# نبی امی لقب

نبیوں کے محترم خطاب ناقب زیدوی اور یہ نبوت روزہ نامہ

کہوں جو نبوت پیمبر تو مشکو ہو دہن  
لکھوں جو وصف تو برہ جاٹے آڑے سخن  
نبی امی لقب جس کا خلق تھا قسراں  
نثار قدیوں پہ جس کے ہر ایک عظمت سخن  
مقربان الہی کا خروہ شہ دیں  
جمال حق و صداقت کی اولین رکن  
وہ جس کا نام دل و جاں کو تازگی بخشتے  
وہ جس کا ذکر منائے کدورتوں کی چھین  
وہ جس نے کاٹ دیں ظلم و ستم کی زنجیریں  
سکھوائے جس نے جہاں کو مرد توں کے چن  
اسی کی یاد میں قلب حزین نے کروٹ لی  
کہ گردن اس کے اڑے ہی تمام رنج و سخن  
حریم قلب میں آج اس کی آمد آدھے  
سرے خال نے پہنا گلوں کا پیرا من  
نہ کام آیا کسی کے عباد توں کا عزو  
وہ بار یاب ہرے دن نہیں تھی اسکی لگن  
سلام اس پر ہوتا ہے وہ وہ ہوا اس پر  
دیباچے جس نے انہیں سے جہاں کو اجلا لہا







امام احمد بن حنبل - ابن حبان - ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں۔ اب یہ ظاہر امر ہے کہ یہود اور نصاریٰ کا امتیاز حضرت مسیح ابن مریم کی آمد پر ہوا۔ مخالفین حضرت مسیح علیہ السلام یہود ٹھہرے اور حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے والے نصاریٰ قرار پائے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تیرہویں صدی کے آخر میں ہوا۔ جبکہ یہود سخت خراب ہو چکے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسیح محمدی کا ظہور بھی تیرہویں صدی کے آخر میں ہوتا جبکہ مسلمان یہود کی طرح خراب ہو چکے تھے۔ اور اس امر کے معترف تھے کہ یہ رہا دین باقی نہ اسلام باقی اک اسلام کا رہ گیا نام باقی نیز یہ کہ

اپنی پائانی کا یارب میں خود ہے اعتراف ہم مسلمان ہیں کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نہیں (۴) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشیل ہوئی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا :-

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (سورۃ المؤمن) کہ اسے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے۔ اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشیل ہوئے ہیں۔ اس لئے موسوی سلسلہ کی طرح محمدی سلسلہ میں بھی تیرہویں صدی گزرنے پر مسیح موعود یعنی محمدی اور امام ہمدی کا آنا ضروری تھا۔

(۵) قرآن مجید کے بعد جب ہم احادیث نبوی پر غور کرتے ہیں تو احادیث سے بھی حضرت امام ہمدی علیہ السلام کی آمد کا زمانہ تیرہویں صدی کا آخری ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

الایات لبعث الہما متین (مشکوٰۃ شریف)

یعنی امام ہمدی کی نشانیوں ہزار ہا پر دو سو سال گزرنے کے بعد یعنی ۱۲۰۰ سال گزرنے کے بعد ظاہر ہوں گی۔ اس میں امام ہمدی علیہ السلام کے ظہور کی قیاسیں تیرہویں صدی کا آفر ہے۔ مشہور اہل سنت امام حضرت ملا علی قاری نے اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا

ویحتمل ان یکون اللزم فی المائتین بعد الالف وهو وقت ظہور المہدی (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اس حدیث میں مائتین پر الف لام ظاہر کرتا ہے کہ یہ دو صدیاں ہجرت نبوی سے

ایک ہزار سال گزرنے کے بعد شمار کی جائیں گی گویا بارہ سو سال بعد نشانات ظاہر ہوں گے۔ اور وہی ظہور ہمدی کا وقت ہے۔ اس کی مزید تشریح النجم الثاقب میں ملتی ہے۔ جہاں لکھا ہے :-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مضت الف و مائتان واربعون سنة یبعث اللہ المہدی (النجم الثاقب جلد ۲ ص ۲۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ امام ہمدی کو مبعوث فرمائے گا۔ (۶) حدیث شریف میں ہر صدی میں تجدید کے آنے کی تفصیلی حدیث اس طرح مرقوم ہے :-

"ان اللہ یبعث لہذا الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ یبعث لہا دینہا" (مشکوٰۃ شریف)

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں سے ہر صدی کے سر پر تجدید مبعوث کرتا رہے گا۔

تیرہ صدیوں میں باقاعدہ تجدید آنے رہے اور ان کی فہرستیں شائع ہو چکی ہیں۔ علامے امت ای حدیث کے مطابق یہ یقین رکھتے تھے کہ چودھویں صدی کے مجدد امام ہمدی علیہ السلام ہوں گے۔ چنانچہ نور البصائر میں لکھا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ظاہر ہونے اپنی مشہور کتاب "تہذیب الکرامہ" میں تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست دینے کے لئے لکھا ہے :-

"برسرمانہ یہ آدم کردہ ماں کاٹلی آن را باقی است اگر چہ ہمدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورتت گزرت۔ بس، این شان مجدد و مجتہد باشند" (تہذیب کرامہ ص ۱۳۹)

یعنی چودھویں صدی کے شروع ہونے پر جس میں دن سال باقی ہیں۔ اگر ان میں ہمدی عیسیٰ کا ظہور ہو جائے تو وہ اس صدی چہارم کے مجدد و مجتہد ہوں گے۔

(۷) حضرت ابو جعفر بن محمد سے مروی ہے :-

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما اولہا راتنا عشر سنۃ بعدی بن السعداء و اول الالباب و المسیح ابن مریم اخرها" (اکمال الدینیہ ص ۱۵۴)

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتدا میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ نیک اور عقلمند اشخاص ہوں گے اور آخر میں مسیح ابن مریم

ہوں گے۔ یہ روایت شیعہ لٹریچر میں آتی ہے اور شیعہ لٹریچر میں امت محمدیہ کے خلفاء کی مشابہت امت موسوی کے خلفاء سے تسلیم کی گئی ہے۔ (نور الانوار ص ۵۲)

چنانچہ موسوی سلسلہ کے بارہ خاص خلفاء کے بعد تیرہویں صدی کے آخر پر حضرت مسیح ابن مریم آئے۔ امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کی آمد بھی بارہ نیک اشخاص کے بعد بیان کی گئی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کے مسیح یعنی امام ہمدی علیہ السلام کو بھی تیرہویں صدی کے آخر میں ظاہر ہونا تھا۔

(۸) احادیث میں بیان کردہ علامات مطابقت امام ہمدی اور مسیح محمدی نے عیسائیت کے غلبہ کے وقت آنا تھا۔ کیونکہ مسیح محمدی کا ہم کام یہ بتایا گیا تھا کہ

یہ عیسائیت کے عقائد باطلہ جو اس وقت تک پھیل چکے ہوں گے، کی تردید کرے گا۔ بالخصوص اس عقیدہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھ کر مر گئے اور ہم انسانوں کے لئے کفارہ ہو گئے۔ اور تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے۔ اور آسمان پر بچدہ العنصری زندہ ہیں۔ عیسائیت کے عقائد کا غلبہ تیرہویں صدی ہجری میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ لہذا مذکورہ حدیثوں کا تقاضا تھا کہ امام ہمدی علیہ السلام تیرہویں صدی ہجری کے اخیر یا چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ظاہر ہو جائے۔

تیرہویں صدی کے آخر میں مسلمانوں میں امام ہمدی کی بڑی شدت سے انتظار شروع ہوئی اور مسلمانوں کے روحانی زوال کو دیکھتے ہوئے سلطان اکابر نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی، ایک عظیم الشان روحانی مصلح کی محتاج ہے۔ اس لئے انہوں نے اس امر کے لئے التجا میں بھی شروع کر دی کہ اب امام ہمدی علیہ السلام ظاہر ہوں۔ چنانچہ امام آخر الزمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے

یا صاحب الزمان بظہورت شتاب کن عالم ز دست رفت تو یاد رکاب کن (احبار وطن)

۱۳۰۰ ہجری میں مولوی شکیل احمد صاحب ہوانی نے کہا ہے

دین احمد کا زمانہ سے پہلے آتا ہے نام قریب سے میرے اندر یہ ہوتا کیا ہے کہ میں نے ہمدی بڑی ظاہر ہوتے دیرانی کے اترنے میں خدا کیا ہے (الحق الصریح فی حیات مسیح ص ۱۳۲)

اور علامہ ڈاکٹر "آلہ نے کہا ہے

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے صلعم کہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

(ضرب کلیم) ابو انجیر نواب نور الحسن خان صاحب نے ۱۳۰۰ ہجری میں لکھا۔

"اسم ہمدی کا ظہور تیرہویں صدی ہجری پر ہونا چاہیے تھا۔ یہ صدی پوری گزر گئی تو ہمدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے چار چھ سال کے اندر ہمدی ظاہر ہو جائیں" (انزب الساعۃ ص ۲۲۱)

نور الحسن خان ہمدی ۱۳۰۰ ہجری میں مطابقت ۱۹۱۱ء میں اسلامی ممالک کے سفر پر گئے تو انہوں نے لکھا کہ ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے بات چیت ہوئی۔ میں نے ان کو امام ہمدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک غلیظ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۰۰ ہجری میں امام مدوح ظاہر ہو جائیں گے۔ (بحوالہ اخبار المحدثین ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

چودھویں صدی ہجری میں صاحب امام۔ لے امام ہمدی کے جذبہ بھینچنے کے لئے اپنے خراساں سے یوں التجا کرتے ہیں :-

"یارب! میں اتنی عمر دے کہ ہم اس رحمتہ للعالمین کے نائب کا زمانہ دیکھیں۔ ہم پر رحم فرما اور اسے بھی بھیج۔ اگر یہ وقت اس کے ظہور کا نہیں تو اور کون سا ہوگا۔

بیابیا کہ نسیم بہار سے گزرد بس کہ گل ز رفت شرمارے گزرد بیابا کہ فصل بہار است، موسم شادی مدار منتظرم روزگار سے گزرد (کاشف منظر دینی ص ۲۲)

اسی زمانہ میں عیسائیوں اور ہندوؤں نے بھی حضرت مسیح اور کرشن کی آمد کے لئے التجا میں لگیں۔ اور ایک شاعر نے تو یہاں تک کہا کہ نہہ کلنگ اوتار اور امام ہمدی کے آنے کا زمانہ ہی ہے اور یہ نہہ کلنگ اوتار اور امام ہمدی کوئی علیحدہ وجود نہیں ہوں گے بلکہ ایک ہی وجود ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے نہہ کلنگ اوتار کو مخاطب کر کے کہا ہے

نہہ کلنگ اوتار! آتے امام دو جہاں منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب ظہور تو مسلمانوں کا ہمدی تو نصاریٰ کا مسیح تو شہ سلمان پرستی تو شہنشاہ سیور (پرہیز ضیائی) کرشن نمبر ۱۰ بھارت شہنشاہ ہندوستان کے مشہور اخبار تیج دہلی سے ۱۸ اگست ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں زیر غور آئی تھی۔ جگداز کرشن "آؤ" لکھا :-

(باقی دیکھئے ص ۱۳۲ پر)



# پندرہویں صدی ہجری کا انقلاب اور پندرہویں صدی کا سونم

از مکتوم مولوی شریف احمد صاحب مدنی ناظر امور صحافت اذیات

## چودھویں اور پندرہویں صدی کا سونم

۹ نومبر ۱۹۸۰ء کے غروب آفتاب کے ساتھ ہم نے چودھویں صدی ہجری کو لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے اودھ کہا اور اسی شام کو حرم الزام کا چاند نظر آنے اور دوسری صبح ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء کو لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے۔

طلوع آفتاب کے ساتھ پندرہویں صدی ہجری کا سونم بھی کیا گیا اور پندرہویں صدی ہجری کی رات تھی اور اجدادوں کے دل خوش اور مسرت سے پڑھتے اور وہ خدا تھے کہ حمد و ثنا کے ترانے گارہ تھے کہ الحمد للہ الحمد للہ کہ چودھویں صدی ہجری میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ہی کے مامور اور آنحضرت صلی اللہ وسلم کی بشارتوں کے سداق مسیح موعود اور مہدی موعود پر ایمان لانے اور توفیق عطا فرمایا اور انہیں کی جماعت پر مشتمل ہو کر خدمت دین اور شاعت اسلام کی سعادت عطا فرمائی اور پندرہویں صدی کے آغاز میں اپنے دلائل میں یہ ہند کر رہے تھے کہ انشاء اللہ الزمیر انہی وہ پر سے عزم، یقین محکم اور دلالہ بہت کے ساتھ علیہ السلام کی روحانی اور آسمانی مہم کے لئے مقدر و مبرور کوشش کریں گے و بواللہ التوفیق

## حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ اور خدائی تائید و توثیق

پندرہویں صدی ہجری کے شروع میں (۱۸۸۹ء میں) حضرت مرزا غلام احمد نادانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے جماعت احمدیہ کی شکل رکھی گئی۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی حیثیت سے نو کام شروع ہو گیا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے واضح طور پر اس سلسلہ کو سلاطین اور مملوکوں سے انحصار دی گئی ہے کہ میں اس کو طائفہ سے مسیح موعود اور

مہدی موعود اور اندر دینی اور بیرون اقتدار قیامت کا منتظر ہوں۔

(ادبیات)

اس دعویٰ کے بعد آپ نے اسلام کی ترقی و احیاء کی بشارتیں سنائیں اور سب بشارات الہیہ باوجود شدید مخالفت ابتداء دل ماہر آزماؤں کے جماعت احمدیہ ترقی کرتی چلی گئی اور دنیا بھر میں امت مسلمہ اسلام کا نفع بجا لاتی رہی ہیں جس کے نتیجے میں اب تک دنیا کے تقریباً ۱۲۰ ملین مسلمان ترقی یافتہ ہو چکے ہیں جن سے متعلق ۱۹۹۱ء میں ہے اور ان میں سینکڑوں ممالک اور لوکل مبلغ اور معلم کام کر رہے ہیں ان ممالک میں ۱۰۵ اقلیتی ادارے اور ۲۲ ممالک میں ۸ افریقین اور یورپین زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور ان میں اب دنیا میں سٹاف کی کوئی

ایسا علاقہ ہوگا جہاں جماعت احمدیہ نہ پائی جاتی ہو یا کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام نہ پہنچ چکا ہو۔ ہر طبقہ و حوسا میں اور علم و فن کے لوگ اس جماعت میں شامل ہیں چنانچہ اب جماعت احمدیہ کو ایک بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہے اور اس کے افراد کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہو چکی ہے اور ہم بڑے بڑے نرسے کہہ سکتے ہیں کہ اس جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام "تیرا تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

## چودھویں صدی کا شاندار اختتام

چودھویں صدی نے اپنے دور میں عالم اسلام کو فی الواقع صدی درجہ آفرین خوش خبریاں سنائیں احمدیت کی تائید و نصرت میں زمین و آسمان سے نشانات ظاہر ہوئے اور زندہ خدا کی شاندار تجلیات کا دنیا سے مشاہدہ کیا۔ صدی

نے ہر ذی اہمیت کے موتیوں پر ہر ترقی یافتہ کی اور آئندہ کے لئے خیر و نفع اسلام کے لئے ان کے اندر عزم و حکم اور حقیقت کا دھڑکا پیدا کیا جب کہ خاندان احمدیت اس صدی کے آفرین کسی فرزند احمدی و مسیح کے ظہور نہ کرنے کی وجہ سے باہر دنیا کی ہر جگہ ہیں اور اس صدی کے آخر پر ایک ایسا شروع پروردار ایمان آراں داتا پور پدید آیا جس پر سارا عالم اسلام غور کرتا ہے کہ اسپین میں اسلامی دور کے سرسرت ناک اختتام کے قریب آیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب مدنی اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی تاکہ سر زمین اندلس میں پھر خدا کے واحد کا نام مہر بلند ہو اور مسلمان ترقی صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم ہمارے الخضر خدا تعالیٰ نے یہ سعادت بھی جماعت احمدیہ کے حصے میں رکھی تھی۔

## احمدیہ جو بلی منصوبہ اور پندرہویں صدی

چودھویں صدی کے آخر (۱۹۴۲ء میں) حضرت خلیفۃ المسیح ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے سامنے خدمت دین اور علیہ السلام کا ایک عظیم الشان منصوبہ پیش فرمایا۔ اس منصوبہ پر عمل پیرا ہو کر متعدد ممالک میں نئے تبلیغی مشن کھولے جائیں گے نئی مساجد کی تعمیر ہوگی اور دنیا کے متعدد زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ اور اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جائے گا اور جب جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک سو سال پورے ہوں گے یعنی پندرہویں صدی میں ۱۹۸۹ء میں صد سالہ جشن منایا جائے گا۔ اس منصوبے کو برائے کار لانے کے لئے اپنے واجب الاقرب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر ایک کیتے ہوئے کمی کوڑ روپیہ کے وعدے اور ادائیگی بھرا کر دی اور ایٹمی مال اب بھی جاری ہے اس منصوبہ کے نتیجے میں امت اسلام کا کام دین و رات ترقی پذیر ہے اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

تیسری صدی ہجری میں تیسری صدی ہجری کے ابتدائی نام رہ جائیں گے۔ اور وہ دنیا کی انگریزی میں ایک نوجوبی محاورہ ہے "The Golden Age" یعنی جو چھوٹے چھوٹے کام ہو گئے ہیں ان کو آنا جب تیسری صدی ہجری میں چھوٹے چھوٹے کام رہ جائیں گے وہ خود ہی ان کاموں کو سنبھال لیں گے۔

(خطیب جمعہ ۱۰ فروری ۱۹۷۳ء)  
حضرت خلیفۃ المسیح ثالث (دب) "قرآن اور آیت الکرسی کے آسمان سے نازل ہونے سے آتر کر یہ کو م نہیں کرنا اسلام غلبہ۔ اسلام کی فتح کا مسیح ترقی دیا گیا ہے لیکن اگر یہ مسیح اپنی نشرونیہ سے ہمارے جانیں مانگے تو ہمیں اپنی جان قربانی کر دینی چاہیے اگر ہم سے یہ مطالبہ ہو کہ تمہارے روپے کی فروخت کر کے تو ہمیں اپنے اسرار پیش کرنے چاہئیں۔"

(دب ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء)  
اور افراد جماعت اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل اور اوقات کی قربانی کر رہے ہیں اور اس کے خوشگوار اور شیریں پس دن رات گزار رہے ہیں اور ان کی پیشانیوں پر بارگاہ رب العزت میں ہند بہ شکر و اطمینان سے سجود ریز ہیں خاندان محمد دہ علی ذلالت۔

## پندرہویں صدی ہجری کا اسلام کی صدی ہے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو ان کے شاندار مستقبل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مجلس فدام الاحدیہ برہہ کے اجتماع پر تقریر کرتے ہوئے ۷ نومبر ۱۹۷۹ء کو فرمایا۔

اور ایدہ اللہ تعالیٰ ہے کہ ہماری جماعتی زندگی کی دوسری صدی علیہ السلام کی صدی ہے یہی الہی منشاء ہے (دب ۲۹ نومبر ۱۹۷۹ء)







# صداقت اسلام کا ایک تازہ اور حکمتا ہوا نشان

از مخیر مولانا دوست محمد صاحب، شاہد رکوہ

اسلام کا پر شوکت جھنڈا ہر زمین  
 اسپین پر قریباً آٹھ سو سال (۱۱۰۰ تا  
 ۱۹۰۰ء) سے لڑا رہا، بیچارے سقوطِ غرناطہ  
 تک بعد حکم شاہِ غرناطہ ابو عبد اللہ اللہ الزویہ  
 نے عیسائی بادشاہوں کے درمیان اسے ہاتھ  
 پھرا کر رکھا تھا۔ پانچویں صدی ہجری - ہلالِ خوب  
 برقی - صلیبِ ظلمت ہوئی اور بد نصیب  
 اور منکرم پانچویں صدی مسلمانوں پر ظالم  
 کے ہاتھ لڑنے لگے۔ جس کو کئی سالوں  
 کی کارروائی پیش نہیں آئی سکتی۔ اس کے  
 فرانسس محقق نو سوسو بیان گاتا ہے کہ  
 اپنی مشہور کتاب "تمدنِ عرب میں نہایت  
 دردناک طریق پر روشنی ڈالنے سے  
 نوبت یہاں تک آئی ہے کہ مشرقی صدی  
 عیسوی کے شروع میں پورے ملک  
 میں کوئی ایک بھی مسلمان باقی نہ رہا  
 اور غرناطہ، شیبلیہ، طلیطلہ، طرانیہ اور  
 غرناطہ کی مسجدوں سے آذان کی آواز  
 ہوا ہر جگہ کے لئے خاص طور پر لگائی گئی  
 رہی۔ ہر جگہ بہت سی مسجدیں تھیں جن کا خاک  
 کو دی گئی اور لاکھوں مسلمانوں کو جوں  
 میں بہی گئیں۔

مسجدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 دن میں اسپین کے اندر سے نہ  
 اسلامی حکومت قائم کرنے کی اس وجہ  
 ترقی پزیر ملک کو جب بادشاہ مسلمانوں  
 برطانوی رزروئی مشن ہندوستانی  
 سیاست کی گتھیاں مٹانے کے  
 لئے ہندوستان آیا تو حضرت نے اسے  
 جواب دہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"کیا اسپین سے نکل جائے گی  
 وجہ سے ہم اسے بھول گئے  
 ہم یقیناً اسے نہیں بھولے۔ ہم  
 یقیناً ایک دفعہ پھر اسپین کو  
 نہیں گئے۔۔۔۔۔ ہمارے تلواریں جس  
 مقام پر جا کر کند ہو گئیں وہاں  
 مسند ہمارے زبانوں کا جھنڈا شروع  
 ہو گا۔ اور اسلام کے خوبصورت  
 سونے کو پیش کر کے ہم اپنے  
 بھائیوں کو نوبہ اپنا جزد بنائیں گے"

(الفضل ۶ - اپریل ۱۹۶۶ء)

حضرت کے مندرجہ بالا ارشاد کے  
 تحت مکرم مولانا کرم ابی صاحب، مخیر  
 اور مکرم مولانا محمد اسحاق صاحب ساقی  
 نے ۱۰ جون ۱۹۶۶ء کو اسپین کی سرزمین  
 پر قدم رکھا اور تبلیغِ اسلام شروع کر دی  
 اور سید روٹیں آغوشِ اسلام میں آنے  
 لگیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ  
 تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ۱۹۷۰ء میں سر  
 نکا تک پہنچے وہاں پہلے شریعت سے تعلق  
 رکھنے والے تھے۔ انھیں اس وقت تک  
 نہیں دیکھا گیا کہ اسپین روٹیں کے  
 وقت سے یہ سوز و گداز کا دردناک  
 مسئلہ شروع کر رہے تھے۔ انھوں نے اسپین  
 میں اپنے فطر عروج تک اس کی حالت  
 خداوندی جوش میں آئی اور انھوں نے  
 ہی رب جلیل نے ان کا ہر لمحہ  
 بھاری بھاری ہاتھ رکھا۔

اس ایمان افزہ واقعہ کی تفصیل  
 حضرت کے مبارک الفاظ میں درج ذیل  
 کی جاتی ہے۔ فرمایا:-

"میں بہت پریشان تھا۔ سات  
 سو سال تک وہاں مسلمانوں کی  
 حکومت رہی ہے۔ اس وقت  
 کے بعض غلط کارِ علماء کی سازشوں  
 کے نتیجے میں وہ حکومت مسلمانوں  
 کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ وہاں  
 کوئی مسلمان نہیں رہا۔ ہم نے  
 نئے سرے سے تبلیغ شروع  
 کی چنانچہ اس ملک کے چند  
 باشندے احمدی ہوئے وہاں  
 جا کر شدید سہی تکلیف ہوئی  
 غرناطہ جو بڑے لمبے عرصہ تک  
 دار الخلافہ رہا۔ جہاں کئی لاکھوں  
 تھیں، یونیورسٹی تھی جس میں  
 بڑے بڑے پادری اور شہسپا  
 مسلمان استادوں کی مشاگردی  
 اختیار کرتے تھے مسلمان وہاں  
 سے مٹا دیئے گئے۔ غرض اسلام  
 کی ساری شان و شوکت مادی بھی  
 اور روحانی بھی اور اخلاقی بھی  
 مٹا دی گئی۔ طہیبت میں اس

وقت میں بھی وہاں مسلمانوں کی  
 حکومت تھی۔ انھوں نے  
 یہاں سے اسپین آیا اور  
 وہاں تک پہنچا۔ اس وقت  
 وہاں کوئی مسلمان نہیں  
 رہا۔ ہم نے نئے سرے سے  
 تبلیغ شروع کی۔ انھوں نے  
 اسپین میں اپنے فطر  
 عروج تک اس کی حالت  
 خداوندی جوش میں آئی  
 اور انھوں نے ہی رب جلیل  
 نے ان کا ہر لمحہ بھاری  
 بھاری ہاتھ رکھا۔

اس ایمان افزہ واقعہ کی تفصیل  
 حضرت کے مبارک الفاظ میں  
 درج ذیل کی جاتی ہے۔ فرمایا:-

"میں بہت پریشان تھا۔ سات  
 سو سال تک وہاں مسلمانوں کی  
 حکومت رہی ہے۔ اس وقت  
 کے بعض غلط کارِ علماء کی سازشوں  
 کے نتیجے میں وہ حکومت مسلمانوں  
 کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ وہاں  
 کوئی مسلمان نہیں رہا۔ ہم نے  
 نئے سرے سے تبلیغ شروع  
 کی چنانچہ اس ملک کے چند  
 باشندے احمدی ہوئے وہاں  
 جا کر شدید سہی تکلیف ہوئی  
 غرناطہ جو بڑے لمبے عرصہ تک  
 دار الخلافہ رہا۔ جہاں کئی لاکھوں  
 تھیں، یونیورسٹی تھی جس میں  
 بڑے بڑے پادری اور شہسپا  
 مسلمان استادوں کی مشاگردی  
 اختیار کرتے تھے مسلمان وہاں  
 سے مٹا دیئے گئے۔ غرض اسلام  
 کی ساری شان و شوکت مادی بھی  
 اور روحانی بھی اور اخلاقی بھی  
 مٹا دی گئی۔ طہیبت میں اس

اس وقت میں بھی وہاں مسلمانوں کی  
 حکومت تھی۔ انھوں نے  
 یہاں سے اسپین آیا اور  
 وہاں تک پہنچا۔ اس وقت  
 وہاں کوئی مسلمان نہیں  
 رہا۔ ہم نے نئے سرے سے  
 تبلیغ شروع کی۔ انھوں نے  
 اسپین میں اپنے فطر  
 عروج تک اس کی حالت  
 خداوندی جوش میں آئی  
 اور انھوں نے ہی رب جلیل  
 نے ان کا ہر لمحہ بھاری  
 بھاری ہاتھ رکھا۔

اس ایمان افزہ واقعہ کی تفصیل  
 حضرت کے مبارک الفاظ میں  
 درج ذیل کی جاتی ہے۔ فرمایا:-

"میں بہت پریشان تھا۔ سات  
 سو سال تک وہاں مسلمانوں کی  
 حکومت رہی ہے۔ اس وقت  
 کے بعض غلط کارِ علماء کی سازشوں  
 کے نتیجے میں وہ حکومت مسلمانوں  
 کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ وہاں  
 کوئی مسلمان نہیں رہا۔ ہم نے  
 نئے سرے سے تبلیغ شروع  
 کی چنانچہ اس ملک کے چند  
 باشندے احمدی ہوئے وہاں  
 جا کر شدید سہی تکلیف ہوئی  
 غرناطہ جو بڑے لمبے عرصہ تک  
 دار الخلافہ رہا۔ جہاں کئی لاکھوں  
 تھیں، یونیورسٹی تھی جس میں  
 بڑے بڑے پادری اور شہسپا  
 مسلمان استادوں کی مشاگردی  
 اختیار کرتے تھے مسلمان وہاں  
 سے مٹا دیئے گئے۔ غرض اسلام  
 کی ساری شان و شوکت مادی بھی  
 اور روحانی بھی اور اخلاقی بھی  
 مٹا دی گئی۔ طہیبت میں اس











# حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خالیہ بارگاہ اور انقلاب آفرینی دورے کی

## پہلے ایمان آفرین چھلکیاں

### بین الاقوامی پریس کے آئینہ میں!

رحمۃ تاملہ ٹائمر و خزانہ نیک پورک

مجموعہ ۱۹۸۰ء جولائی ۱۹۸۰ء  
 ایک اسلامی رہنما زبورک میں  
 دن دنوں اسلامی تحریک جماعت احمدیہ  
 کے پیشوا مرزا ناصر احمد زبورک میں تیار  
 پذیر ہیں۔ اکثر سال پاکستانی نہیں حضرت  
 کا اعزازی خطاب دیا جاتا ہے۔ اسلام  
 مخالف مذہبی گرد و پیش سے سب سے  
 آخری تحریک کے سربراہ ہیں۔ تحریک  
 احمدیہ کی بنیاد گذشتہ صدی کے آخر  
 میں رکھی گئی۔ اس کے پیروں میں بھر میں  
 پائے جاتے ہیں اور ان کی ایک  
 مسجد زبورک کی فوج سڑکوں میں  
 ہے۔ یہ مذہبی رہنما اس وقت ایک عالمی  
 دورہ ہیں۔ ہوا سے شہر میں مختصر قیام  
 کے دوران حضرت صاحب نے ایک  
 پریس کانفرنس کے موقع پر اسے آپ  
 کو محبت کا پیغام بر کے طور پر پیش کیا۔  
 مرزا ناصر احمد نے کہا کہ دنیا آج کل  
 درہلا کر لیا گیا ایک خوبصورت بھری جسم  
 کا لنگر جو چلی ہے۔ اور اب ان دنوں  
 کے پاس تباہ کاری کے ہتھیاروں کا  
 بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ بڑے طاقتور  
 رہنما اور رہنما ہمیشہ اس امر پر زور دیتے  
 ہیں کہ یہ ہتھیار قیام اس کا ذریعہ ہیں  
 تاہم انہیں مرزا ناصر احمد کو ان  
 دنوں کے اس دعویٰ میں کوئی مقصد  
 نظر نہیں آتی۔ جس پر آشوب حادثہ  
 کا خطرہ ہمیں درپیش ہے اسے  
 دور کرنے کی صرف ایک ہی راہ  
 ہے اور وہ یہ کہ ہم دنیا بھر میں لوگوں  
 کے دلوں کو محبت، خوش اخلاقی، اخوت  
 اور بے نفسی کے ذریعہ فتح کر لیں۔

بعض مسلم ممالک میں اسے لوگ برسر  
 حکومت آگے جوائے آپ کو مسلمان  
 کہلانے کے باوجود اس راستہ سے  
 نئی الحقیقت بہت دور جا رہے ہیں  
 جس کی نشاندہی قرآن نے کی تھی۔ یہ  
 اپنی نجات یعنی انقلابی رنگ کے  
 تجربات میں تلاش کرتے ہیں۔ شہر کے  
 غیر ڈاکٹر مسکنڈ ڈر نے بدھ کے  
 روز مرزا ناصر احمد کا اپنے ہاں خیریت  
 کیا۔

### جریدہ بی بی سی کوپن ہیگن

مجموعہ ۲۶ - جولائی ۱۹۸۰ء

"...تحریک احمدیت کے روحانی  
 رہنما... بی بی سی کوپن ہیگن  
 ... اس کا نام مرزا ناصر احمد ہے اور  
 آپ کے نام کے ساتھ حضرت کا لقب  
 تقریباً "HIS HOLINESS" کے  
 ہم سنی ہے۔ آپ کی عمر، سال سے  
 آپ پاکستان میں رہتے ہیں۔ اس  
 وقت آپ ناروے کے جا رہے ہیں تاکہ  
 وہاں ایک مسجد کا افتتاح کریں راستہ  
 میں آپ نے کچھ عرصہ کے لئے ڈنمارک  
 کی خوبصورت مسجد میں قیام فرمایا ہے  
 یہ مسجد "HVIDVARE" کے علاقہ میں  
 "ERIKSMINDE ALLE" پر واقع ہے  
 آپ سے ایران اور آیت اللہ خمینی  
 کے متعلق سوال کئے گئے تو آپ نے  
 کہا کہ مجھے سیاست کی لذت نہیں اور  
 سے زیادہ دلچسپی ہے۔ اور کوئی شخص  
 بھی یہ دعویٰ رائے نہیں دے سکتا  
 کہ وقت ہونے والی تبدیلیاں مکمل طور  
 پر بہتر ہیں یا بری ہیں لیکن میری رائے  
 ہے کہ موجودہ حالات عارضی ہیں اور  
 حالات میں بہتری کی صورت پیدا  
 ہو جائے گی۔

آپ سے سوال کیا گیا کہ  
 کیا حالات زیادہ خراب بھی ہو  
 سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ  
 ہاں۔ اگر وہاں روسی آجائیں۔

### دو کراچی سٹڈی ورلڈ لندن

مجموعہ ۱۷ - اگست ۱۹۸۰ء  
 احمدیہ تحریک آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام  
 کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔  
 "ایک کروڑ افراد پر مشتمل مضبوط مشتری  
 تحریک آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے  
 کی تیاری کر رہی ہے۔  
 تمام قوموں کو اسلامی عقیدے کے  
 مانتے رہنے کے لئے کی جانے والی  
 کوششوں میں ایک حصہ یہ ہے کہ  
 قرآن کریم کا آئرش زبان میں ترجمہ کرنے  
 کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

مجھے ہفتہ روزوں میں احمدیہ فرقہ کے  
 رہنما حضرت خلیفۃ المسیح اٹھارہ نے  
 مجھے بتایا کہ آئرلینڈ کو عیسائیت سے  
 متاثرانہ کا منصوبہ اس عقیم مشتری  
 یگانہ کا ایک حصہ ہے جس کا مقصد یہ  
 ہے کہ یورپ اور امریکہ کو بچایا جائے۔  
 خلیفۃ المسیح اٹھارہ کا یہ بیانیہ ہے  
 کہ یورپین مذہب تباہی کا سبب جدید  
 تہذیبی تباہیوں کا انبار جمع کر رہے  
 ہیں بلکہ ساتھ ساتھ نئے نئے مسائل  
 بھی پیدا ہو رہے ہیں جس کو دیکھنا  
 نہیں کہہ سکیں گے۔ انہوں نے  
 کہا۔ "میں وہ وقت دیکھ رہا ہوں  
 جب آپ یورپین لوگوں کو صرف  
 مسائل نظر آئیں گے اور ان کا کوئی  
 حل دکھائی نہیں دے گا۔ وہ میرا  
 وقت ہو گا۔ وہ اسلام کا وقت ہو گا۔  
 حضرت صاحب (HIS GRACE)  
 اس سلسلہ میں بالکل واضح ہیں کہ اسلام  
 آئرش لوگوں کو بہت عظیم فائدے پہنچا  
 سکتا ہے۔ اسلام اس سے ہم کو بڑے  
 کامیاب آئرش قوم کو اس سے اسکتے  
 ہیں۔

اللہ نے جو امن آئرش لوگوں کے  
 لئے کیا ہے اس کی سیاحتی اور  
 کے بارہ میں حضرت صاحب کا ذہن  
 بالکل صاف ہے۔ آئرش لوگوں کو

لازمی طور پر خود آئرلینڈ کے مستقبل  
 کا فیصلہ کرنے کا حق ہے۔ کسی غیر ملکی کو  
 اس میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں  
 ہے۔

اس سوال پر ڈی ویرا کا نکتہ نظر  
 صحیح تھا۔ ڈی ویرا ایک عظیم اور بہادر  
 شخص تھا۔ تمام تقسیم آئیروں کی طرح  
 اس نے بھی بعض غلطیاں کیں۔ اب  
 بھی وہ ایسا شخص ہے جس کی خیالات  
 سے دنیا بہت فائدہ اٹھا سکتی ہے  
 یہ نئے نئی بات یہ ہے کہ وہ  
 ایک شخص تھا جس نے یہ بھانپ لیا  
 تھا کہ امن و انصاف کی بنیاد پر ملک  
 چاہیے اور یہ بات اسلام کے پیغام  
 کا ایک حصہ ہے۔

حضرت صاحب نے کہا کہ اسے نوٹ  
 میں ایک مسلم مشن کے قیام کا خیال  
 کوئی مذاق نہیں ہے اور نہ ہی آئرش  
 لوگوں کو اسلام کے دائرہ میں لانا کوئی  
 ایسا خواب ہے جس کی کوئی تعبیر نہ ہو  
 کیونکہ وہ ایک ایسی عالمی جماعت کی  
 سربراہ اعلیٰ ہیں جو کہ آج دنیا میں سب  
 سے زیادہ تیز رفتار کے ساتھ بڑھتے  
 والا مذہب ہے۔ ہر جگہ ہنسنے والا اور  
 پہلے سے بڑی جماعت پر طلوع ہونا  
 ہے۔

مجھے چالیس سال میں احمدیوں  
 نے مغربی آئرلینڈ میں آٹھ لاکھ عیسائیوں  
 اور مشرکوں کو اسلام میں داخل کیا۔  
 اور ہر نئے احمدی سے یہ قوت کی جا  
 ہے۔ وہ مرد ہو یا عورت ایسی قوت  
 کا سولہ فی صد (سولہواں حصہ) ہے  
 نائن، اسلام کی اشاعت کے لئے  
 دسہ اس کے ساتھ کے ساتھ وہ یہ  
 بھی دیکھ رہے ہیں کہ یورپ میں چرچ کی  
 عمارتوں کو فروخت کرنے کی تہذیب  
 اٹھانے ہو رہی ہے۔

اب یہ بات واضح ہے کہ مغرب  
 کا نوجوان طبقہ عیسائیت میں کوئی مقصد  
 دیکھ نہیں سکتا۔  
 قیام

جماعت احمدیہ کا قیام آج سے ۲  
 سال پہلے ان کے دادا حضرت مرزا  
 غلام احمد کے ذریعہ ہوا ہے۔ انہوں نے  
 مسیح موعود کہا جاتا ہے۔ انہوں نے  
 بتاوا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کو  
 دلایا تھا کہ حضرت مسیح موعود اسلام  
 صلیب پر فوج نہیں ہوئے بلکہ وہاں  
 سے زندہ آئے گئے تھے۔ ان کے  
 زخموں کا علاج کیا گیا۔ پھر انہوں نے  
 ہندوستان کا سفر کیا اور پھر بڑی



طویل عمر یا کہ کشمیر میں فوت ہوئے  
حضرت اصحاب نے پھر کہا کہ وہ  
سیح موعود میں جس کی آمد کی پیشگوئی رسول  
خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کی تھی  
انہوں نے ۱۸۹۰ء میں اپنی تبلیغ شروع  
کی۔ اور دنیا کو اسلام کے مذرب میں  
لانے کے لئے جہاد یا مقدس جدوجہد  
جنگ شہروں کی۔

قادیان میں ان کے چھوٹے سے  
بچے سے جو کہ پنجاب میں واقع ہے  
یہ بچہ تمام دنیا میں پھیلا اور آج  
دن دنیا بھر میں ان کے پیروکاروں  
کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہے۔  
دن میں اس جماعت کو مختار قسم کا  
مجاہدوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے  
لیکن اس کی وجہ سے کبھی اس کی ترقی  
رکھی نہیں۔

اس جماعت کے مشہور ارکان  
میں سے ایک مولانا زین العابدین  
پاکستان کے وزیر خارجہ اور سابق  
صدر اور سابق عالمی عدالت  
الصفاف ہیں۔ ان کے علاوہ پروفیسر  
عبد السلام پیر پور میں نے فرانس میں  
نوبل انعام حاصل کیا ہے۔

نوٹ :- اخبار نے دو کالمی حلف  
کا تصویر بھی شائع کیا ہے جس کے  
نچر لکھا ہے۔

خلیفۃ المسیح الثالث دین موعود  
کے تیسرے جانشین، اسلامی احمدیہ  
جماعت کے رہنما،

**"ٹیلیون ڈی جینوا"**

بحرہ ۲۵۔ اگست سن ۱۹۸۸ء  
"انسانیت کی سلامتی کی خاطر"  
"ساری دنیا کے روحانی اتحاد کی خاطر"  
ان میں سے ایک (ANNE CENDR)  
فریج سے تعلق رکھنے والی مسیحی سوشلسٹ  
"بین الاقوامی پولیس" کے چھپے زون  
ایک اسلامی فریج سے جماعت احمدیہ  
کے روحانی پیشوا اور امام نے ایک  
استقبالیہ اور پولیس کانسفرنس میں شرکت  
کے لئے مدعو فرمایا۔ اس سرف سرف مسلمہ  
اسلامیہ کی بنیاد سن ۱۸۹۹ء میں شروع  
ہے نائل، میں حضرت مرزا غلام احمد  
نے رکھی۔ آپ نے اختلاف فرمایا کہ  
یسوع (مسیح) کی قبر ہندوستان میں  
سرنگ کے قریب واقع ہے۔

اس اہام کے مطالبہ جو آپ کو  
عطا ہوا۔ یسوع مسیح صلیب پر فوت  
نہیں ہوئے تھے بلکہ زندوں سے  
شفایاب ہو کر کشمیر پہنچا ہے۔

اور وہاں لمبی عمر یا کہ فوت ہوئے اور  
یہ کہ اس اہام کی رو سے مسیح موعود  
جس کے آنے کی مقدس صحائف میں  
خبر دی گئی تھی حضرت (بابی رسول احمدیہ)  
ہی ہیں۔ اور حضرت، نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم، نے جو یہ اعلان فرمایا  
تھا کہ ساری دنیا روحانی طور پر امت  
رواجدہ بنا دی جائے گی اس کی  
تعمیل کے لئے حضرت بابی سلسلہ  
احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا  
ہے۔ آپ نے از رو سے قرآن کریم  
دنیا میں اس بات کا اعلان فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے سب سے  
سب سے پہلے کہ پتے میں عالمی پولیس  
کے اخبار نویسوں سے خطاب کر کے  
پوسٹ فرمایا کہ اسلام تمام صدائوں کا  
سرچشمہ ہے اور یہی راستہ اور حقیقی راہ  
نجات ہے۔ اس کے علاوہ انسانیت  
کی فلاح کے لئے اور کوئی راستہ نہیں  
ہے۔ اور آج کا زمانہ ہی وہ وقت ہے  
جس میں انسان کو ان سے حقیقی  
اور لے لوٹ بچت کرنا سیکھنا چاہیے  
یہی میرا آرزو ہے کہ نام پیغام سے آج  
کو آج جو کچھ خود پر اسے روحانی اور  
اخلاقی مضامین سے دوگردانی کہ جس کی

مے اور نا امید ہو چکی ہے دن بدن  
ترقی پذیر اور ہلاکت خیز ہوں اور اسلحہ  
کے ڈھیر لگا رہے جا رہے ہیں اور اس  
دنیا کے مسائل دن بدن سنگین تر  
ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں  
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پیشگوئی  
فرمائی کہ اگر یہی حال رہا تو دنیا بہت جلد  
ایک مصیبت میں مبتلا ہو کر چلا جائے  
گی۔ تب اسلام کی طرف اپنے مسائل  
کے حل کے لئے جھکے گی اور اسلام  
ان کے تمام تر مسائل کا خوبصورت  
حل پیش کرے گا۔

دنیا بھر کے اسلام کی آغوش میں آج  
کے لئے آپ کو تیار کرنے کی خاطر  
جماعت احمدیہ کے اس سربراہ نے ملکہ  
دیا کہ قرآن کریم کی احمدیہ نقطہ نظر سے  
مطابقی تشریح پر مبنی اس کے دنیا کی  
تور بانوں میں تراجم تیار کیے جائیں  
افراد جماعت احمدیہ میں تیار کیے  
جو اس اور دوسرے خانہ خوار خستہ  
حاصل کیے ہیں۔ حضور کے بیان کے  
مطابق جماعت احمدیہ قریب دس ملین  
مخمسین پر مشتمل ہے۔ جماعتی اکثریت  
پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور  
مغربی افریقہ میں آباد ہے۔ یورپ  
بھی اب ان کی توجہ کا خاص مرکز ہے۔

زیورچ میں پہلے ہی ان کا ایک مشن  
سرگرم عمل ہے۔ یہی اسی طرح ریاست ہائے  
متحدہ امریکہ میں بھی ان کے مراکز کام  
کر رہے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے  
کہ پاکستان میں قانون کی اغراض کے  
لئے یہ لوگ مسلمان تصور نہیں ہوتے۔  
حضرت خلیفۃ المسیح نے کانفرنس  
کے دوران بتایا کہ اسلام سربراہان  
اس پر آپ سے پوچھا گیا تاہم اسلام کے  
نام پر ایران میں قتل ہو رہا ہے۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا  
کیا عیسائیوں کی باہم جنگوں اور قتل و عارت  
کی وجہ سے آپ عیسائیت کو الزام دیتے  
ہیں؟

جواب سے پوچھا گیا کہ ایک طرف آپ  
انسانوں کو باہم پیار و محبت سے رہنے  
اور ایک دوسرے سے انوکھا برتاؤ  
کرنے کا پیغام دے رہے ہیں دوسری  
طرف لوگ اسلامی حدود اور تعزیرات  
کی سختی کی وجہ سے اسلام سے خائف  
ہیں۔ مثلاً زنا کے مرتکبین کو بڑی بڑی سزا  
پھانسی یا جرم وغیرہ کی برسر تمام دی جاتی  
ہے۔ اس سے تو باہمی پیار و محبت کی نصیحت  
بھی نہیں ہوتی۔ لیکن اس اعتراض  
پر بھی حضرت، خلیفۃ المسیح نے بلا  
تامل و صاف کہتے ہوئے فرمایا کہ  
قرآن کریم نے اس جرم یعنی زنا کے  
ثبوت کے لئے چار گواہوں کو اپوں کے  
مہیا کیے جانے کی شرط لگا رکھی ہے  
یہ پوری پوریتب سزا کو ہوگی اور اگر  
عذر لگایا جائے تو یہ عملاً ممکن ہی نہیں کہ  
چار علی گواہ میسر آسکیں۔ آپ نے  
فرمایا کہ سوائے اس کے کہ کوئی (بھلا)  
اس جرم کا ارتکاب پائید پارک کے  
درمیان کرے۔

**"بنو نا بھیرینا" - نا بھیریا**

بحرہ ۲۳۔ اگست سن ۱۹۸۸ء  
"دنیا کے مسائل کا حل اسلام میں"  
از سب سے اڈیڈون - نیوز اسٹاف  
مسلمانوں کے ایک عالمی رہنما  
نے کہا ہے کہ دنیا کے مسائل کا حل  
کیونکہ یا سربراہ دارانہ نظام میں نہیں  
سے ملے اسلام میں ہے۔  
عالمگیر احمدیہ مسلم مشن کے سربراہ  
اعلیٰ مرزا ناصر احمد نے بیگوس  
پر کہا کہ دنیا کے مسائل کا حل اسلام میں  
ہے جو کہ ہر شخص کو برابری کی زندگی  
گوارہ کرنے کا حق دیتا ہے۔ انہوں نے  
کہا کہ ان کا حل دنیا کے دوسرے سیاسی  
نظاموں کیونکہ نرم یا سربراہی داری نظام

میں نہیں ہے۔  
مسلمان رہنمائے جو کہ سن ۱۹۷۰ء کے  
بعد دوسری دفعہ ملک کا دورہ کر کے  
ہیں کہا ان کے دورے کا مقصد خدا  
تعالیٰ کی رستی کا اور انسانیت کے  
لئے امن کا برقرار کرنا ہے۔

**"ڈیپٹی اسٹیج - نا بھیریا"**

بحرہ ۱۔ ستمبر سن ۱۹۸۰ء  
"نئی رہنمائی صرف سے بڑی باتوں کو انتہا  
عالمی جماعت کے سربراہ اعلیٰ نے  
دہلی کی بڑی طاقتوں کے جدید ترین ہتھیار  
اور تباہ کن آلات کی تیار کیے خلاف  
خبردار کیا۔

یہ دارنگہ انہوں نے احمدیہ مشن  
اب ان برائے کی دولاکھ ٹائٹل ٹائٹل  
سے مکمل ہونے والی سماج کے انتشار  
کے موقع پر دی۔ انہوں نے کہا جب  
"کے سوویت یونین اور امریکہ دونوں  
دوسرے کے علاقوں پر نظر میں جائیں  
سے باز نہیں آئیں گے۔ دنیا کے دو گوی  
امن اور خوشی نہیں مل سکتی اور صورت  
حال بد سے بدتر ہوتی چلا جائے گی  
انہوں نے کہا کہ اس صورت میں  
پھر تباہی ہوگی۔ دنیا ان بڑی طاقتوں  
کی آنکھیں کھول کر رکھ دے گی۔ اور  
ہر چیز کو نیست و نابود کر دے گی  
اس تباہی کے بعد چونکہ عملاً کوئی چیز  
باقی نہ رہے گی چنانچہ وہ اللہ کے  
بھیجے ہوئے دین اسلام میں پناہ  
دھونڈیں گے۔

**"ڈیپٹی گرافٹ - خانانا"**

بحرہ ۹۔ اگست سن ۱۹۸۸ء  
عالمگیر اسلامی احمدیہ بحریہ کے  
سربراہ اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد نے  
تمام مذہبی تنظیموں پر زور دیا کہ وہ دنیا  
میں امن قائم کرنے کے لئے ایک  
مشترکہ اور متحدہ کوشش کریں۔  
خانانا اپنے تاریخ روزہ دورے  
کے دوران کل اگر آپس ایک پرس  
کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے  
حضرت، خلیفۃ المسیح نے اس واقعہ  
کا اظہار کیا کہ دنیا میں بڑھتی ہوئی جنگ  
اور بھوک سے انسانیت کے وجود  
کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ انہوں نے  
زور دے کر کہا۔ اگر تم سب نے اپنی  
تمام ذرائع اور تعلیمات کو دنیا میں امن  
امن کے قیام کی طرف نہ لگایا جس میں  
بھوک بھی نہ ہو تو یہ خطرہ ہے کہ انسانیت  
جلد اپنی آخری تباہی کے موڑ پر پہنچ جائیگی



حضرت مرزا ناصر احمد نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اہل غانا اور ان کے یثروں کو وہ نعم و فراست عطا کرے کہ وہ اپنے میں ایک مستحکم حکومت قائم کر سکیں جو کہ ملک کی معیشت کو مشکلات سے نکالی کر اپنے پاؤں پر دوبارہ کھڑی کر سکے۔

انہوں نے اہل غانا کو نصیحت کی کہ وہ اپنے بلند تعلیمی معیار کو قائم رکھیں اور اپنی صلاحیتوں کو صحیح طور پر استعمال کریں۔

اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے حکم مرتب کیا کہ وہ اپنے تمام لوگوں کے لئے مواصلت پر اکرے جو اعلیٰ تعلیمی بہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

غانا میں سوشل کی ترقیاتی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا ناصر احمد نے کہا کہ زبیری جیکڈز میں سرمایہ لگانے کے لئے برغور رکھا جا رہا ہے۔ تاہم انہوں نے اس سلسلہ کے منصوبوں کی وضاحت نہیں کی۔

حضرت، خلیفۃ المسیح نے کہا کہ ان کا بھائی اس ملک سے ایک باہی بھی باہر نہ کرے کہ نہیں گئی یہاں ہم نے جو بھی کیا ہے وہ سارے کا سارا پھرتا اور تعلیم کی اسکیموں پر دوبارہ توجہ کر رہا ہے۔

فیملی پلاننگ کے بارے میں ایسی حالت کے لفظ لڑکا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے کہا کہ قرآن کریم میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ بچے کو دو سال تک، ان کا دودھ بلا یا جانا جائز نہیں ہے تاکہ یہ اپنی جگہ پر پہنچے۔

پلاننگ کا ایک طریقہ ہے۔ انہوں نے اس خیال کا اشارہ کیا کہ ماں کی جان بچانے کے لئے یا خاص طور پر جوہر کی پانچ پر اسقاط حمل ضروری ہے۔ کسی اور صورت میں یہ جرم ہے۔

نوٹ:- اس اخبار میں خبر صفحہ آخر پر بت موٹی سرخی دے کر شائع کی گئی ہے۔ اور سرخیاں کے اور پر حضور ایۃ اللہ، امیر جماعت غانا اکرم مولانا عبد الوہاب صاحب بن آدم اور دیگر اصحاب جماعت کی ایک بڑی تقویر دگنی ہے۔

پندرہ روزہ "اسروز" ٹورانٹو

مجموعہ ۲۵۱۰ - ستمبر سنہ ۱۹۸۰ء  
احمدی پیشوا کی ٹورانٹو میں پریس کانفرنس  
ایسی تعلیمات کی طرف توجہ

جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملا دیں  
اہل انور انوکو جناب ناہر احمد کا پیغام  
دلوں کا حال خدا ہی بہتر جانتا ہے  
از نمازہ خصوصاً اسروز  
ٹورانٹو۔ آن کی احمدی پیشوا جناب  
نصیر احمد (ناصر احمد نائل، شمالی امریکہ کے دورے پر اسے ہوسٹے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے اس دورے کے دو مقاصد ہیں: ایک تو احمدی لوگوں سے ملاقات کرنا دوسرے کنیڈیوں کو اس سے ملاقات کرنا کیونکہ انسانی ہونے کے ناطے ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ انہوں نے احمدی فرقے کے متعلق انکشاف کیا کہ دنیا میں ایک کروڑ احمدی ہیں جو دنیا کے گوشے گوشے میں آباد ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہا کہ جو ہے کہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اختلاف پایا جاتا ہے انہوں نے کہا کہ اس کی بڑی وجہ غلط فہمی ہے جو ایک فرقے کو دوسرے فرقے سے بے غلط فہمی اسلامی تعلیمات کے بارے میں سے غلط فہمیت اس امر کی ہے کہ ایسی تعلیمات کو اپنایا جائے جو ہمیں براہ راست خدا سے ملادیں۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا کہ اسلام بڑا ہنر نرسقہ ہے اور ہمارا فرقہ ہنر دان ہے۔ امریکی سیاہ فام مسلمانوں کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں جناب نصیر احمد (ناصر احمد نائل) نے کہا میں سب سے پہلے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ اب سیاہ فام مسلم کے خطاب کو پسند نہیں کرتے اور اب درلڈ اسلامی مشن کے نام سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہ ایک اللہ، ایک رسول اور ایک کتاب کے لئے والے ہیں۔ اور ہم سب بنیاد و طور پر اسی کے ماننے والے ہیں۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ کوئی امام ابوحنیفہ کی پیروی کرتا ہے کوئی امام مالک کی اور امام شافعی کی۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ کسی کو دعوت اسلام دینا بہت مشکل کام ہے۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھنا ہے اپنی طرف کرنے کے لئے اس چیز کی پیشکش کرنی چاہیے جو اس کے پاس پہلے سے موجود نہ ہو۔ اور پھر اسلام پر توجہ کی طرح عمل پیرا ہو کر اسے اسلام کی تعلیم دینی ہے تاکہ اسے اسلام سے رغبت ہو۔ اس سے سوال کیا گیا کہ آپ شمالی امریکہ میں جہاد کے

لئے نکلے ہیں تو آپ نے اب تک کتنے سفید فام لوگوں کو دعوت اسلام دی ہے۔ انہوں نے کہا اب سفید فام کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہیں جبکہ یہاں ہر قسم کے نژادوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نارنگہ امریکہ میں تمام دس دنوں کو یہ پیغام دینے آیا ہوں کہ ایسی تعلیمات کو اپنایا جس جو ذاتی طور پر خدا سے ملادیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اکثر قوموں کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی ذاتی شخصیت نہیں ہے اس بات کو نہیں مانتا اور میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات PERSONAL GOD موجود ہے اور میرے اس سے ذاتی تعلقات ہیں۔ (یعنی میرا اس سے ذاتی تعلق ہے۔ نائل) انہوں نے کہا احمدی دوسرے تمام فرقوں کی طرح اسلام پر عمل کر رہے ہیں۔ میں اپنے آپ کو اس کا ذمہ دار قرار نہیں دے سکتا کہ جسے چاہوں جنت میں بھیجوں اور جسے چاہوں جہنم میں اور میں ایسے شخص کو خطبہ انجیل سمجھتا ہوں جو یہ کہے کہ میں جنت کا دروازہ دے سکتا ہوں یا دوزخ کے لئے دارنہ بھیج سکتا ہوں۔ اللہ رب العالمین ہے چنانچہ یہ اسی کا کام ہے کہ جسے چاہے جہنم میں ڈالے اور جسے چاہے جنت عطا کرے انہوں نے احمدی مودرنٹ فنڈ کے بارے میں جس میں ہر احمدی کی آمدنی کا سو فیصد حصہ جمع ہوتا ہے بتایا کہ ہم سے پہلے ان ممالک کو جو عرب ہیں اس قسم کی سہولت فراہم کرتے ہیں اور پھر تہذیب اور ترقی یافتہ ممالک کی طرف دیکھتے ہیں ہم نے اپنا کام افریقہ کے ممالک سے شروع کیا ہے اور انڈیا، سیکرڈر اسکول اور تقریباً بیس ہسپتال مشرقی افریقہ میں قائم کر چکے ہیں جن میں مفت تعلیم اور علاج ہوتا ہے۔ ہمارے بہت سے ڈاکٹر غریبوں کی بستریوں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ خدا نے ان کے ہاتھ میں شفا دے رکھی ہے چنانچہ امر طبقہ بھی علاج کے لئے ہمارے ہسپتالوں میں آتا ہے جن سے فیس لی جاتی ہے اور یہ رقم پھر فلاحی کاموں میں خرچ کی جاتی ہے۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا کہ ٹورانٹو میں بھی ایک مرکز قائم کرنے کے لئے پلاننگ فریڈ کے انتظامات ہو رہے ہیں جبکہ گیلڈری میں ایک سینٹر پہلے سے ہی کام کر رہا ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے مزید کہا قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مستمان کیسے کہتے ہو جب دلوں میں ایمان نہ ہو اور دلوں کا حال اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے میرے دل میں کیا ہے یہ میں خود جانتا ہوں یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کسی عیسوی کے کوہ حق نہیں پہنچا کہ مجھے مسلم یا غیر مسلم کہے۔۔۔۔۔

پندرہ روزہ "اسروز" ٹورانٹو

مجموعہ ۱۳ - ستمبر سنہ ۱۹۸۰ء  
جماعت احمدیہ کی پریس کانفرنس  
ٹورانٹو۔ جماعت احمدیہ کے ہونے کے لئے ان کا توجہ یہ ہے کہ جماعت سب کے لئے ہے اور نفرت کسی سے بھی نہیں عینک لگائے۔ سفید بٹو کی ایسے جو ان کی دائرہ عمل کے سرنگ تھی۔ نہایت روشن چہرہ اور بارعب مذاکرہ شخصیت کے حامل احمدی رہتے ہیں۔ ۹ ستمبر کو رائل یارک پول میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بڑے پرسکون اور پر اعتماد نظر آتے تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کا کہنا ہے کہ تمام سفارتی نمائندوں کو مکمل تحفظ دیا جائے۔ انہوں نے کہا بعض لوگ سیاست دانوں کے عمل کو اسلام کے اصولوں سے غلط سمجھ کر دیتے ہیں (جو کہ غلط ہے)۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا کہ اسلام صرف ایک ہی ہے۔ ۳۲ ممالک کے سربراہان کے مختلف اسلام نہیں ہیں۔۔۔۔۔

انہوں نے (گینڈا کے) وزیر اعظم کو روڈیو کو ایک ایسا شخص قرار دیا جو لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ ہمارے اسٹاٹ ریور ٹرنے ان سے پوچھا کہ شمالی امریکہ کے لوگوں کے لئے ان کا پیغام کیا ہے؟ انہوں نے دل موہ لینے والی مسکراہٹ سننے فرمایا:-

"میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور انسانوں کو خلیفوں کے ساتھ اسے خالق کے ساتھ رشتہ جوڑنا چاہیے اور تمہاری یقین سے کہتا ہوں کہ اس سے ان کی تمام مشکلات اور پریشانیوں دور ہو جائیں گی۔

اس نام اذ کے دل میں ایک حقیقی تبدیلی لانا چاہتا ہے اور مجھ سے اندر دعا کے ذریعہ سے ان کو اندر لانا چاہیے۔ (باقی صفحہ ۲۳ پر)







پودوں میں صدی پوری کی عظیم شاعرہ

# حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

از حضرت اعظم الشاہ بیگم صاحبہ، صدر مدرسہ اماء اللہ، حیدرآباد

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ماہ نامہ ناز وجود نازخ احمدیت میں ایک ایسا منفرد و ممتاز نمبر گانہ مقام لکھا ہے جس پر احمدی مسنورات جنابھی فرکر ہی گم ہے۔ اردو شاعری کے آغاز سے اب تک ایسی کسی خاتون شاعرہ کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی جس نے اپنی پوری حذر اور علمی اور ادبی صلاحیتوں کو کلیتاً لٹنی اور ارض و مناصد کی تکمیل اور دین متین کی بے لوث و ناقابل فراموش خدمات کے لئے وقف کر دیا ہو۔ یوں تو شوہر سخن کی بہت سی اور بھی مقلدیں آباد ہیں مگر حضرت شاعرہ و مینا کی گزشتہ شمع و پروانے کی عیاں سوزی، گل و بلبل کی رنگین داستان اور بارہ نوشی کی سرسبزوں کی زندہ شکن جمع کیا ہی دکھائی دیتی ہیں۔ حالانکہ شاعری محض سطحی جذبات کے اظہار کا نام نہیں بلکہ ایسے طبعی جذبات کے اظہار کا نام ہے جس سے زندگی کی کشمکش پانہ تکمیل کو پہنچ سکے۔ جو حیات آفریں ہونہ کہ حیات شکن !!

دنیا کا ہر شاعر ایک خواب دیکھتا ہے۔ ایک حسین خواب۔ شہرت و مریبندی کے حصول کا خواب۔ مگر آپ نے جو خواب دیکھا وہ انسانی فلاح و بہتری کا خواب تھا۔ انسانی زندگی کو رو بانی لذتوں اور حقیقتوں سے روشناس کرانے کا خواب تھا۔ اسی خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے آپ نے اپنی خداداد فنی صلاحیتوں کو خدمت و انصاف دین کے لئے وقف کر دیا اور یوں اپنے پاکیزہ عملی نمونہ سے ایک عظیم مثال ہمارے سامنے قائم کر دی۔

اگر آپ چاہیں تو اپنی خداداد علمی صلاحیتوں سے اردو ادب کی خیالی دنیا میں ایک نئی طرز کی شاعری کی بنیاد رکھ سکتی تھیں مگر آپ چونکہ مسیح زمان کی مہاجرادی تھیں اور آپ کو چونکہ وراثت میں یہی اعلیٰ اوصاف عطا ہوئے تھے اس لئے آپ نے دیگر ترقی پسند شعراء کی طرح تذبذب، گوشج نمونہ قرار نہیں دیا بلکہ اس فرسودہ روش کا تلخ قبیح کیا۔ جب اقبال جیسے عظیم شاعر اور مفکر نے اپنی مایوسی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے

کبھی اس حقیقت منظر نظر آکھاس مجاز میں کہ ہزاروں سجد تڑپ رہی میں مری حسین ناز میں تو حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رہا نہ گیا آپ نے اس کا انہسانی مدلل اور دلکش جواب اپنی اس نظم میں دیا ہے مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں جو جلو میں دل کی رفق بھی کرتے ادعا نیاز میں تیرے دل میں مرا لہو پوری تر امیری خود مہر طور ہے تری آنکھ میں مرا نور تیرے کون کتنا سر دور ہے مجھے دیکھتا جو نہیں تو تیرے نظر کا تصور ہے مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں کہ ہزاروں سجد تڑپ رہی میں تری حسین نیاز میں نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کہ نہیں فرق ہو نہ نگاہ میں رگ جا رہی ہوں میں قرین تیرا دل ہی کے خیال میں مجھے دیکھ طالب

کہتے ہیں کہ شاعر کے کلام میں اس کے اخلاق فاضلہ اور شخصیت کا پتہ چلتا ہے چاہے ہمیں آپ کا توکل الی اللہ آپ کی شاعری میں اچھی طرح نظر آتا ہے۔ چنانچہ آپ بھی سرتا پانچھمہ دعائیں جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ مولایم سے تدریر مرے کربا مرے پیارے مرے حیدر مرے دلبر ہارے دونوں جہاں میں مایہ راحت نہیں تو ہوجو تم سے مانگتا ہوں وہ دوست نہیں تو ہوجو کبھی آپ سائل حقیقی کی حیثیت سے اپنے مالک حقیقی کے دربار میں پہنچتی ہوں حاضر ہوتی ہیں سے

کیا اتجا کروں کہ مجسم دعا ہوں میں سرتا بہر سوال ہوں سائل نہیں ہوجو میں یہ راگ دل کا گارڈی سن دور در آشنا کچھ ہمنوائے شور و عناد دل نہیں ہوجو میں اپنی اولاد اور عزیزوں کے متعلق آپ کی دعا کا نمونہ ان اشعار میں ملتا ہے جو آپ نے اپنی مہاجرادی کی تقریب رخصت پر کہے تھے

لو جاؤ تم کو سایہ رحمت نصیب ہو بڑھتی ہوئی خدا کی عنایت نصیب ہو ہر وقت دل میں پیار سے یاد خدا ہے یہ لذت ہر روز ہر وقت نصیب ہو ایسی طرح درد سہری نظم میں فرماتی ہیں۔ یہ راحت دل اور نثر تیرے حوالے یا اب مرے گلشن کا شجر تیرے حوالے آپ کی جواہری آئینہ طیب سلہا لے جب

قرآن شریف ختم کیا تو آپ نے انہیں ایک نہایت پاکیزہ نصیحت ان دشانہ اشعار میں یہ فرمائی کہ۔

سب سے سارے بھولیں نہ بھولے ہرگز سکھاتا ہے جو تم کو تیرا آن نصیب جہاں کام دے گی نہ اے لہڑی ڈی وہاں کام آئیگا تیرا آن نصیب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بفرہ العزیز نے جب انگلستان کا سفر معمول تعلیم کے لئے اختیار کیا تھا اس وقت حضرت سیدہ صاحبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جو نصیحت فرمائی اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

جانے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر ہر علم سے حاصل کرد عرفان الہی بڑھتا رہے ایمان خدا حافظ و ناصر اسے کاش اہر کسی کے دل سے یہی آواز نکلتی۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے شوہر نواب صاحب مرحوم نے مجھ سے ایک شعر کی فرمائش کی تا وہ اپنے نئے سال کے کیلنڈر کے مہر ورق پر لکھیں۔ اس وقت میں نے یہ شعر لکھ کر دیا۔ ملاحظہ ہو۔

فصل خدا کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ ہر دن چرخے مبارک ہر شرب بخیر لہڑے یہاں تو میناں ہوجو کا معاملہ تھا۔ شعر لکھنا تھا تو کوئی رومانی یاد دل بہلانے والا نہیں لکھ سکتی تھیں مگر آپ نے اپنے دل کی جھجھک لکھ کر دیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر لمحہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہوتی تھی اور ہر لہڑی آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہونے کا شعور رکھتا تھا۔

حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا ایک اور درخشاں پہلو عشق رسول ہے۔ آپ کے کلام میں عشق اسلام بجز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ہے ان نظموں میں سب سے مقبول اور عظیم المثال نظم وہ ہے جو رحمتہ للعالمین کے احسانات طیبہ نواں کے عنوان سے کہی گئی ہے۔ فرماتی ہیں۔

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی گھر کی دیوار میں روئی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی کیا تیری قدر و قیمت تھی کچھ بڑھتی تھی کیا تھی تھا موت سے بدتر وہ جیسا قسمت کی اگر بڑھ جاتی تھی وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہوجاتا ہے تو بھی انسان کہلاتی ہے سب حق تیرے نواں ہے ان نظموں سے چھڑا تا ہے

آپ کو قادیان سے بے نیاز محبت تھی داغ ہجرت کے بعد قادیان آیا وہی آپ تڑپ اٹھی تھیں۔ چنانچہ درخشاں قادیان کی قسمت پر رشک کر ڈی ہوئی آپ فرماتی ہیں خوش نصیب کہ تم قادیان میں رہتے ہو دیار صدی آخر زمان میں رہتے ہو فرشتے ناز کریں جس کی پیرہ داری پر ہم اس کردار میں تم ہی مکتب رہتے ہو طبل ہوں سخن باغ سے دور اور شکر پیر بردار ہوں چراغ سے دور اور شکر پیر آپ کی نیکی پر سزگاری، خشمت اللہ کا پیر ذی کے ان اشعار سے جلتا ہے۔ آپ میدان عشق کے تصور سے کاغذ اٹھتی ہیں اور فرماتی ہیں۔

نزدک راہ میں مولا شتاب جانے دے لکھا تو ہے تری جنت کا باب جلنے سے مجھے تو را میں رحمت میں ڈھانپ لے یوں ہجا حجاب کج سے نے بے حجاب جانے دے مجھے تم سے سار نام کی پیار سے بروئے شہر سوال و جواب جانے دے

آپ ہمارے لئے نہ صرف ایک شاعرہ تھیں بلکہ ایک بے لوث محبت کرنے والی ناصیحت بھی تھیں۔ آپ کے کلام کو پڑھنے سے ہم میں ایک دینی جوش پیدا ہوتا ہے اور ہم پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا مطلع نظر شاعری برائے شاعری نہیں ہے بلکہ ضرورت و موقع محل پر ایسے حالات و جذبات کو نظم میں ڈھال کر زیادہ موثر بنانا ہے۔ ایک اور خوبی آپ کے کلام کی یہ ہے کہ آپ کا کلام کسی کی اصلاح کا مرسوں منت نہیں رہا۔

کہتے ہیں کہ شعر و سخن کا نیک اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ عطیہ ہوتا ہے اور اس سے تفریحی کام لینے کی بجائے کوئی نحو سس اصلاحی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی تابندہ اور نزلہ مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ ہر طرح آپ بزرگوں نے اسلام کی حقانیت اور قرآن شریف کی لامتناہی خوبیاں اشعار کی لڑکیوں میں پر دینیں۔ پس ہم احمدی بہنوں کو چاہیے کہ ہم شعر گوئی میں کمال حاصل کرنے کی انتھک کوشش کریں مگر یاد رہے کہ ہر کچھ شعر شاعری سے اپنا نہیں لیتے اس ڈھب سے کوئی شعر نہیں لکھتا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اور ہمارے میں برکت دے اور ہمارے لئے ایسے مواقع ہمایا فرمائے کہ ہم حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی

پاک محمد مصطفیٰ انبیوں کا سردار



# اسلام کا عالمگیر غلبہ اور نونہالان احمدیت کی داریاں

جاوید اقبال اختر

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر آپ کے ذریعہ دنیا میں جس دین کی بنیاد ڈالی وہ تمام رہتی دنیا تک کے لئے قائم کیا گیا اس غرض سے ایسے اہم دین کی حفاظت اور اس کے عالمگیر غلبہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کے جہت سے انتظامات فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اسے ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ ایک وقت میں اسلام صرف نام کا رہ جائے گا قرآن کریم لوگوں کے گلے سے پیچھے نہ آئے گا یعنی قرآن کریم پر عمل کرنے والے لوگ اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں گزارنے والے مفقود ہو جائیں گے تب ایسے نازک وقت میں اللہ تعالیٰ امام مہدی موعود مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا جن کے ذریعہ غلبہ اسلام کا اہم کام مقدر تھا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق جب اسلام کی سب سے سی کی حالت میں تھا اس پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے اور عیسائیت یہ شری کر رہی تھی کہ اب مگر میں ہمارا عقیدہ کاٹا جائے گا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی موعود کی حیثیت سے مبعوث ہوئے آپ نے تشریف لا کر اسلام اور قرآن کی عظمت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہوئے لیکن ایک بشر ہونے کے باعث آپ نے ایک محدود زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ نے اس دین کی آبیاری کے لئے جماعت احمدیہ میں خلافت کو جاری فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنے کے سامان کئے جائیں۔ خلافتِ اولیٰ کا بابرکت زمانہ گزرا جس کے بعد خلافتِ ثانیہ کا عظیم الشان دور آیا جس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ دنیا کے تمام گوشوں تک پھیل گئی لیکن ان قائم شدہ مشنوں میں وسعت اور اس کا عالمگیر سلسلے پر آنا نا حال باقی تھا اس کے بعد خلافتِ ثالثہ کا نہایت بابرکت اور اہم دور شروع ہوا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے

جس سے کوئی ذی عقل انکار نہیں کر سکتا کہ خلافتِ ثالثہ کے پندرہ سالہ بابرکت دور میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار نشانات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صلاحت کا یہی ثبوت ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی بابرکت دورِ خلافت میں اسلام کا موعود عالمگیر غلبہ بھی مقدر ہے اللہ تعالیٰ۔

امام مہدی علیہ السلام کی آمد پندرہویں صدی میں مقدر تھی اور وہ اپنے وقت پر دنیا میں رونما ہو گئے اب پندرہویں صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے جس طرح ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کریم کے آفری روز سالانہ اجلاس میں خطاب فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ:-

”پندرہویں صدی میں انسانوں کو خدا بنانے کا زمانہ ختم ہو جائے گا اور تثلیث نے جس قدرت سے ہماری فضا کو تخلیق کی موقی لہروں سے مہر کیا ہے اس سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ احد احد کی صدا میں گونجنے لگیں گی..... تثلیث کی ان آوازوں کو خاموش کرنے کے لئے تو ایک بلال کافی ہے اور خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو لاکھوں ایسے سینے دے گا جن میں بلال کے دل دھڑک رہے ہوں گے..... پندرہویں صدی میں وہ تریں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ لغو بائبلزمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کے وجود کا نام منادیں گے ان کی اس ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا اور اگر وہ اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کردہ موت کے سامانوں کے ذریعہ سے آگ سے جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا..... پندرہویں صدی میں ساری دنیا امت واحدہ بن جائے گی ایک خدا ہو گا ایک رسول ہوں گے اور ایک شریعت ہوگی ایک قرآن ہو گا اور ہر نسل اپنے

مسائل کا حل قرآن سے ڈھونڈے گی..... یہ سب کچھ ہو گا مگر اس کے لئے ہم کو اور آپ کو قربانیاں دینی پڑیں گی اس لئے آج ہی عہد کو میں کہ پندرہویں صدی جو انقلاب لانا چاہتی ہے اس کو برپا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ جو بھی قربانی مانگے گا وہ ہم اس کی راہ میں دیں گے ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں ہم ساری دنیا کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جو تو اور تیرا خدا ہے“

(الفضل ۲۴ نومبر ۸۰ء ص ۸)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ عہد آفریں اعلان اس بات کی عکاسی کر رہا ہے کہ اسلام کے غلبہ کے دن اب قریب سے قریب آتے جا رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ جب اسلام ساری دنیا پر محیط ہو جائے گا اسلام کے غالب آنے کے بارے میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حالیہ دورے کے دوران کا ایک کشف ہی پیش خدمت ہے جس کے ضمن میں حضور نے اپنے دورے سے واپسی کے بعد مسجد اقصیٰ میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ ”اب وقت آ گیا ہے کہ توحید خالصی کا قیام ساری دنیا میں ہو۔“ اس ضمن میں نے حضور نے فرمایا کہ:-

”میں رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا تھا میں نے دیکھا کہ ساری کائنات میرے ساتھ حمد کر رہی ہے اور حمد باری کی جو میں لہر دو لہر آگے سے آگے بڑھتی جا رہی ہیں اس حمد کی آواز میرے کان میں سن رہی ہے اور میری روحانی آنکھیں یہ منظر دیکھ رہی ہیں ایک عجیب کیفیت کا عالم تھا۔“

اس کشف کی تعبیر جاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ:- ”میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی ہے کہ توحید باری کے قیام کا وقت آ گیا ہے اور ہر رت اور رات شکر اکیبت اور شکر اور خدا سے دوری کے تمام طریقے ختم ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ عنقریب ایک صدی کے اندر ختم ہو جائے گا اور ہر نسل اپنے

کون احمدی ہو گا جو اتنی واضح اور عظیم بشارات کے بعد بھی اپنی ذمہ داریوں کی بجا آوری سے کوتاہی کرے گا کیونکہ حقیقت ہے کہ جتنا عظیم کام ہوتا ہے اتنی ہی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زیادہ محنت و کوشش ہوتی ہے۔ اگر ایک قوم میں ایک علاتے میں اور ایک وقت میں اسلام کو غالب کرنا مقصود ہوتا تو اس کے لئے کوششیں بھی محدود ہی کرنا پڑتی۔ مگر اب جبکہ جماعت احمدیہ کے کوششوں پر تمام دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو ظاہر ہے اس کے لئے ہمیں بھی قربانیاں دینی ہوں گی اور کس رنگ میں اپنی کوششوں کو بردے گا لانا ہو گا کہ جو نتیجہ خیر ثابت ہو سکے اس سلسلے میں ہماری نوجوان نسل پرست زیادہ ذمہ داری ادا ہوتی ہے یہی بنا حضرت مسیح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عظیم کلام میں کن دردِ جبر سے الفاظ میں فرمایا تھا کہ:-

جب گزر جائیں گے ہم تیرے گاہک ہوں ستیاں تیرے کھڑے طالب آرام نہ ہو ہم جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بند نہیں نوجوان نسل کا فرض ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت کتب اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ انصرہ العزیز کے اہم ارشادات و خطبات کا بخور مطالعہ کر کے اپنے سینوں کو روحانی آواز سے منور کریں تاکہ قربانی کا وہ مادہ جو پہلے بزرگوں میں تھا ان میں بھی پیدا ہو سکے ہم نوجوانوں نے غلبہ اسلام کی اس آسمانی مہم میں ایک بہتر بن کر دارا اور کرنا ہے اور آج جو یہ کوشش ہے اسے اسلام کا نام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام جھنڈوں سے اونچا کرنا ہے اس میں شک نہیں کہ اسلام اور احمدیت کو دنیا کے کونے تک پھیلانا ہمارے بزرگوں کا ہی کارنامہ ہے لیکن اب جبکہ اس آسمانی مہم کو دنیا میں غالب کرنے کی نوبت قریب آ رہی ہے تو یہ ہماری ذمہ داریاں اور ہمارا فرض بن جاتا ہے کہ ہم اپنی اصلاح کرنے ہوئے بزرگوں کے قدم سے قدم ملائے ہوئے آگے سے آگے نکلنے کا کوشش کریں کیونکہ مومن کا قدم تو ایک جگہ نہیں بھرتا بلکہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

پس غلبہ اسلام کے اس موعود غلبہ میں نوجوانان احمدیت کا کردار بہت بلند ہونا چاہیے اور ان کو اپنا مقام ہمیشہ ملحوظ نظر رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں بخالانے کی توفیق عطا فرمائے آمین:-







لانا ہے۔ تو آپ کے گھر کا کھانا میرے لئے امرت روپ ہے۔ اور آپ کا کھانا سب برہمن جو جنوں سے بنا اور اعلیٰ ہے۔ رائے بلا بہت خوش ہوا۔

(جیون چتر گورو نانک دیو ص ۱۳)

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ دوسرے دن گورو نانک جی حج کے وقت اشنان کرنے کے لئے گئے اور انہیں کہیں سے بھی پانی نہ مل سکا۔ آخر کار گورو جی نے گھر آکر اشنان کیا۔ رائے بلار کو اس کا علم ہوا تو اسے بہت افسوس ہوا اُس نے گورو جی کے اشنان کرنے کے لئے تالاب بنانے کا فیصلہ کیا۔ اور گورو نانک جی کے نام پر "نانک سر" کے نام کا ایک تالاب بنا دیا۔ سکھ دوواؤں کے بقول یہ تالاب اب تک وہاں موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو جیون چتر گورو نانک دیو ص ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳)

ڈاکٹر تریچن سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب گورو نانک جی نے اسلامی ممالک کے سفروں پر جانے کا فیصلہ کیا تو رائے بلار نے گورو جی سے نہایت عاجزانہ رنگ میں کہا:-

"بیٹا نانک! اپنے بڑے رائے کو نہ بھلا دینا۔ جہاں بھی جائیں میرے لئے دعا کریں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مکہ۔ مدینہ جا رہے ہیں۔ وہاں جا کر بھی میرے لئے دعا کریں۔"

(جیون چتر گورو نانک دیو ص ۲۹۵)

اس سے یہ امر واضح ہے کہ رائے بلار کے دل میں گورو نانک جی کے لئے عزت بھی تھی اور پیار بھی۔ ایک سکھ دوواں سردار سردار پورپ سنگھ الگ بیان کرتے ہیں کہ:-

"رائے بلار تمام زمین کا مالک تھا اُس نے ..... ۱۵۰۰ (پندرہ سو) مربع زمین گورو نانک دیو جی کے تمام لگوا دی۔"

(گورو وارہ گزٹ اتر فروری ۱۹۶۹ء)

ایک اور سکھ دوواں نے لکھا ہے:-

"ننکانہ صاحب سارا ہی گورو وارہ کی ملکیت ہے۔ رائے بلار نے تمام رقبہ ہی گورو نانک جی کے لئے بھینٹ کر دیا تھا۔"

(گورو ہام دیدار ص ۱۳)

گویا کہ رائے بلار نے علی رنگ میں بھی گورو نانک جی کی محبت اور پیار کا بھی اظہار کر دیا۔ اس قسم کی مالی قربانی بغیر عزت اور محبت کے نہیں کی۔

سکھ مورخین کے بقول سلطان پور کے رئیس نواب دولت خان بھی گورو نانک جی کے محبت سے تھے۔ جب رائے بلار نے گورو جی کو سلطان پور اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس بھجوایا تو گورو جی وہاں جا کر نواب دولت خان کے مووی خانہ کے

دو دن بیٹھے۔ پانچ ایک سکھ دوواں لکھتے ہیں کہ "نواب دولت خان صاحب نے گورو نانک جی کو اپنا مووی (سٹور کیمر) بنا دیا۔ بھائی بالا اور گورو جی کئی سال یہ کام کرتے رہے اور سلطان علمائے کرام سے مل کر اسلام سے متعلق گیان گوشت (بات چیت) کرتے رہے۔"

(رسالہ سیمین گنج دہلی جولائی ۱۹۶۰ء)

سکھ دوواؤں کا بیان ہے کہ گورو نانک جی جب دہلی بار نواب دولت خان سے ملنے کے لئے گئے تو اس زمانہ کے رواج کے مطابق ایک قیمتی گھوڑا گورو جی نے نواب صاحب کو پیش کیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"بابا نانک بھی اپنے خاندان کی حیثیت کے مطابق ایک سفید عراقی گھوڑا جو مہبتہ کالو نے دیا تھا اسے کر دربار میں جا بیٹھے۔"

(جیون چتر گورو نانک دیو ص ۵۵)

(جیم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنف سوڈھی ہریان صفحہ ۷۵)

اس کے جواب میں نواب دولت خان نے بھی ایک قیمتی گھوڑا گورو نانک جی کو دیا تھا۔ جیسا کہ ڈاکٹر تریچن سنگھ جی نے لکھا ہے:-

"خان ..... نے فوراً حکم دیا کہ اس نوجوان کو میرے اسٹبل میں سے سب سے قیمتی گھوڑا اور سہری خلعت دیا جائے۔"

(جیون چتر گورو نانک دیو ص ۵۵)

سوڈھی ہریان جی کے بقول یہ سہری خلعت نواب دولت خان نے خود گورو نانک جی کو پہنایا تھا۔ (ملاحظہ ہو جیم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنف سوڈھی ہریان - شائع کردہ خالصہ کالج امرت مر ص ۵۵)

نواب دولت خان بقول سکھ دوواؤں کے ایک علم دوست رئیس تھا۔ یہ عموماً دو تنواریں پہنا کرتا تھا۔ (ملاحظہ ہو کنگ کے دساکھ ص ۱۵۱)

اس نے سلطان پور میں اسلامیہ یونیورسٹی بھی بنائی ہوئی تھی۔ بعض مغل بادشاہ بھی اسی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے۔ (ملاحظہ ہو گورو وارہ سیمین گنج جولائی ۱۹۶۰ء) بھائی گورداس وغیرہ سکھ بزرگ بھی اسی اسلامیہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"گورو امر داس جی نے اس علم و فضل کے بھر پور قصبہ (سلطان پور) کے پڑوسی ہی آباد ہوئی بسنی گوند وال میں بیٹس بائیس سال رہ کر راج یوگ کیا تھا اور یہاں کے رہنے والے علماء اور فضلاء سے اپنے رشتہ داروں اور قریبی سکھوں کو تعلیم دلوائی تھی۔ اور اسلام کی مقدس تعلیم سے واقف کروایا تھا۔ اسلامی طرز پر ہاشم اور شاہی دربار کے ادب و آداب کی عالمگیر واقفیت

بھائی گورداس وغیرہ نے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے ہی حاصل کی تھی۔"

(رسالہ سیمین گنج دہلی جولائی ۱۹۶۰ء)

سکھ مورخین کے بقول نواب دولت خان کے دل میں بھی گورو نانک جی کا بہت احترام تھا۔ وہ گورو جی کو ایک ولی اللہ سمجھ کر ان کا ادب کرتا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

مخاں نے (گورو جی سے) کہا..... کہ میں آپ کو خدا کا ولی جانتا ہوں۔

..... خان نے سب لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کوئی ولی پیدا ہوا ہے۔ ان کی خدمت کی جائے۔"

(گورمت، پربکاش امرتسر ستمبر ۱۹۶۹ء)

جہاں پھونکے ہوئے ہیں وہاں کانتے بھی ہوتے ہیں۔ اور جہاں دوست ہوتے ہیں وہاں دشمن اور حاسد بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔ گورو نانک جی نے مووی خانہ کا کام بہت عمدگی سے چلایا۔ اور غریبوں کی مدد بھی خوب دل کھول کر کی۔ گورو جی کے تین بڑے حاسد دیوان بڑائی داس - دیورت اور جادو رائے پیدا ہو گئے انہوں نے دن رات گورو جی کے خلاف نواب دولت خان کے کان بھرنے شروع کر دیے۔ (ملاحظہ ہو جیون چتر گورو نانک دیو مصنف ڈاکٹر تریچن سنگھ صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴) آخر ان حاسدوں نے نواب دولت خان سے فیصلہ لے لیا کہ گورو نانک جی کے حساب کی پڑتال کی جائے۔ جادو رائے تے بہت کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح گورو جی کا غبن ثابت کیا جائے۔ مگر اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ گورو جی کا دامن پاک اور صاف نکلا۔ بلکہ گورو جی کی قسم ہی مووی خانہ کے ذمہ نگار ایک سکھ دوواں نے اسی سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ:-

"اصل بات یہ ہے کہ علوفے (کوٹی) کی رقم گورو جی گھر نہیں لے جاتے تھے۔ وہاں مووی خانے میں ہی رکھتے تھے۔ جب حساب کیا گیا تو علوفے کا غلہ بھی شامل تھا۔ جس کی وجہ سے کسی نہ نکلی بلکہ بیشی ہی ثابت ہوئی۔"

(ساڈا اہا میں جھٹہ اول ص ۵۱)

نواب دولت خان کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے جادو رائے وغیرہ کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تم تو یہ کہا کرتے تھے کہ نانک دیوانہ لٹا رہا ہے۔ اب اس کی رقم کیسے مووی خانہ کی طرف نکل آئی۔ ڈاکٹر تریچن سنگھ جی کے بقول نواب دولت خان نے گورو جی سے معافی مانگی کہ انہیں خواہ مخواہ تکلیف دی گئی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر تریچن سنگھ جی کا بیان ہے:-

"دولت خان نے جیرام کو کہا کہ میری طرف سے گورو نانک جی سے معافی مانگیں۔ میں آئندہ کسی غلطی نہیں کروں گا۔"

(جیون چتر گورو نانک دیو ص ۶۶)

گورو جی نے ایک سال دویش کی تلقین پر مووی خانہ کا کام ترک کر دیا۔ اور اعلیٰ کلمہ اشرفی لک گئے۔ (ملاحظہ ہو جیون چتر گورو نانک دیو ص ۱۳۱)

سکھ دوواؤں کو مسلم ہے کہ جہاں نواب دولت خان گورو جی کو عزت اور محبت کی نظروں سے دیکھتا تھا وہاں گورو جی کے دل میں بھی ان کے لئے ادب اور احترام کے جذبات تھے۔ چنانچہ ایک سکھ دوواں نے بیان کیا ہے:-

"بابا نانک جی نے دولت خان کو وہی کو "بھلا پورشر" اور زندہ پیر ابن شہی کہا ہے اور اسی احترام کے ساتھ بھائی گورو جی نے دولت خان کو گورو نانک کے عقیدت مندوں میں شامل کیا ہے۔"

(جیون چتر گورو نانک دیو ص ۵۶)

جب گورو نانک جی سلطان پور میں مووی خانہ کے کام کرتے تھے تو آپ روزانہ دویش ندی میں نہانے کے لئے جایا کرتے تھے۔ راستہ میں ایک صوفی بزرگ اللہ دتا کی قیام گاہ تھی۔ گورو جی آتے جلتے اس سے ملنے اور گفتگو بھی کرتے۔ ایک دن اللہ دتا نے گورو جی سے کہا کہ میں اب آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ میرا گھر حاضر ہے۔ جیسا کہ ایک سکھ دوواں بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک اور روایت کے مطابق گورو وارہ میر صاحب والے مقام پر ایک سال اللہ دتا رہا کرتا تھا۔ ندی کی طرف جاتے ہوئے گورو نانک جی روزانہ اسی قیام گاہ میں جاتے تھے۔ ایک دن شاہ صاحب نے گورو صاحب سے کہا کہ اب میں بہان کی خدمت چھوڑ رہا ہوں۔ اس لئے میں اب اپنا مکان ہی جہاں کو پیش کرتا ہوں؟"

(رسالہ سیمین گنج دہلی - نومبر ۱۹۶۹ء)

اس سے اللہ دتا کا اخلاق ظاہر ہے جس نے گورو نانک جی کی محبت میں سر نہ ہونے کو اپنا گھر ہی گورو جی کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ اور گورو جی بھی اپنے اہل محبت سے روزانہ بغیر نہیں جاتے تھے۔ اس سے ان دوواں بزرگوں کی دوستی واضح ہے۔

سردار گوریت سنگھ جی کے بقول گورو جی اپنے ایک مسلمان دوست شیخ فرید سے مل کر ہفتہ دو ہفتہ نہیں۔ ہمیشہ دو ہفتے نہیں بلکہ پورے دس سال تک لوگوں کو اللہ کا راہ بتاتے رہے جیسا کہ ان کا بیان ہے:-

"SHEIKH FRID BENE-FITTED SPIRITUALLY BY KEEPING COMPANY WITH SRI GURU SAHIB FOR 10 YEARS."



(ISLAM AND SIKHISM, Page 126.)  
(THE VERSATILE GURU NANAK, Page 114)  
ہم اتنا کہ اپنی واحدانی صاحب نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے :-

”میں سمجھتا ہوں کہ گورو نانک جی کا مذہب، مابینہ اور ایچکا کا مذہب تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا تھا۔ اگر وہ مسلمانوں سے مابینہ کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔ شیخ فرید (تانی) دس سال تک گورو جی کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ کا راہ بتاتا رہا۔“

(بہشت روزہ بکارت ۱۸ جنوری ۱۹۳۹ء) شیخ فرید تانی بھی گورو جی سے محبت کرتا تھا۔ گورو جی نے اس کی خانقاہ پر بیٹھ کر ہی آساکہ وار وغیرہ بیان کی تھی۔ شیخ صاحب کو اس بات کا پتہ تھا اور وہ اس سے بہت خوش تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر تریوں سنگھ جی نے اس تعلق میں بیان کیا ہے :-

”گورو جی پاک ہیں اپنے پیارے دوست شیخ ابراہیم کو یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی کہ گورو نانک جی شیخ فرید کی بانی کے بہت عاشق تھے۔ شیخ ابراہیم گورو نانک کے بچپن میں بہت خوش ہوا اور اسے اس بات کا بہت نخر تھا کہ گورو صاحب نے آساکہ وار اور مزید کچھ شہدائے کی خانقاہ میں بیٹھ کر بیان کیے تھے۔ گورو نانک جی نے شیخ ابراہیم کو کہا تھا کہ ہمارے بیکھ شیخ فرید (شکر گنج) کا کلام اکی عروت سے سننا چاہیے جس طرح کہ آپ لوگ سن رہے ہیں۔ گورو نانک جی نے شیخ فرید تانی کی بانی کو سچی بات کا درجہ دیا۔“ (جیون چتر گورو نانک جی ۱۵۳ء)

گورو نانک جی کے مسلمان صوفیوں سے بہت گہرے اور دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ اور یہ بات خود سیکھ دووانوں کو بھی مست ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیر سنگھ جی ایم۔ اے نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے :-

”گورو نانک صاحب کا اور بانی گورو جی کا بھی مسلمان صوفیوں کے ساتھ بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ ان صوفیوں میں سے جن کے ساتھ گورو صاحب کا ذاتی پیار تھا، ایک بہت مشہور بزرگ بابا فرید کی بانی گورو گرتھ صاحب میں درج ہے۔ پنجاب میں اس وقت جو صوفی فرقہ بہت مشہور تھا وہ پشتی فرقہ تھا۔ حضرت گرتھ صاحب (علیہ السلام) کے بعد تیسری صدی تک صوفی مسلمانوں کے ساتھ فرتے وجود میں آئے تھے۔۔۔۔۔

گورو نانک صاحب بابا فرید تانی، شیخ برہم سے ملے تھے۔ یہ پاک ہیں میں بابا فرید پہلے شیخ شکر گنج سے تھے۔۔۔۔۔

پشت میں سے تھے۔۔۔۔۔ صوفی جیون اور سیکھ دھرم میں متعدد باتوں میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ سمن یعنی ذکر الہی، سماع کا باسن (یعنی کیرتن کرنا) خدا کی حمد بیان کرنا۔ اور لسنگر کا سدا برت۔ لگانا صوفیاء اور سیکھوں میں سرسری نظر والے کو بھی مشترک نظر آئیں گے۔

جملہ مذاہب کا احترام کرنا۔ پنیریں اور ادا تاروں کی عزت کرنا۔ دوسروں کے نظریات کو کھلی سے برداشت کرنا۔ بیرونی دکھارے کی جگہ اندرونی۔ اخلاقی اور روحانی خوبیوں پر زور دینا گورو نانک صاحب کی تعلیم اور صوفی مت میں ایک ہی شکل میں ہیں۔“ (گورو صاحب روشن مسکلا)

یہ حقیقت ہے کہ مسلمان صوفیاء اور گورو نانک جی کے نہایت دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی رہے ہیں۔

گورو نانک جی کا ایک مسلمان محبوب داؤد جولاہا بھی تھا۔ اس سے تعلق سیکھ دووانوں نے بیان کیا ہے کہ اُس نے ایک قائلین نہایت محنت اور پیار سے اپنے ہاتھوں سے بنا اور بڑی عقیدت سے گورو نانک جی کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ گورو جی اسے بچھا کر لیں اور اپنے رب العزت کی عبادت کیا کریں۔

”اسی شہر (شکر پور) میں داؤد نام کا ایک جولاہا رہتا تھا گورو جی کی تعریف سن کر ایک بڑا خوبصورت قائلین بن کر لایا۔ اور گورو جی کی بھینٹ کر کے کہنے لگا کہ اے غریب نواز اس کو اپنے نیچے بچھا کر تشریف رکھیں۔ گورو جی نے کہا بھائی خدا نے دھرتی (زمین) کا ایک قائلین بچھایا ہوا ہے جو کبھی بھی پورا نا نہیں ہوتا۔ جہاں گورو جی تشریف فرما تھے وہاں قریب ہی ایک کتیا کا ڈیرہ تھا جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جو خود بھی کانپتی رہتی تھی اور اُس کے نیچے بھی ٹھہرتے رہتے تھے۔ گورو جی نے داؤد سے کہا کہ تم اس قائلین کو کتیا پر ڈال دیں۔ اس نے کہا ہمارا ج سوت کپڑا“ (جنم ساکھی بھائی بالا ۵۸۰ء)

(جنم ساکھی بھائی بالا اردو ایڈیشن ۵۹۱ء) (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ۳۹۶ء) (جیون چتر گورو نانک دیو ۲۵۲ء) (جیون بزانہ گورو نانک دیو جی ہندی ۱۳۱ء)

داؤد جولاہے کا گورو نانک جی کی خدمت میں قائلین پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں گورو جی کے لئے عزت اور محبت کے جذبات تھے۔ اور گورو جی کا اس قائلین کو خود استعمال کرنے کی بجائے کتیا اور اس کے بچوں پر ڈال دینا ان کا خدا کی مخلوق سے پیار ظاہر کرتا ہے۔ داؤد جولاہے نے بھی گورو جی کے حکم کی بغیر کبھی میل و محبت کے قیام کر دی تھی۔ اور اپنا محبت اور عقیدت سے بنا ہوا قائلین گورو جی کے حکم کی تعمیل میں اس کتیا کے بچوں پر ڈال دیا تھا۔ گورو نانک جی کی زندگی کا ساتھی ایک مسلمان بھائی مردانہ گرتھ صاحب۔ یہ نمازیں پڑھنے والا اور خدا اتھانی اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بجالانے والا ایک نیک دل مسلمان تھی۔ ڈاکٹر تریوں سنگھ جی نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ جب وہ گورو نانک جی سے پہلی مرتبہ ملا تھا تو اُس نے اپنے تعارف میں یہ بیان کیا تھا کہ :-

”میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ اور روزے بھی رکھتا ہوں۔۔۔۔۔ اور یہی ایک اچھا مسلمان بننے کے لئے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے۔“ (جیون چتر گورو نانک دیو ۱۷۱ء)

ایک اور سیکھ دووان رقم طراز ہیں کہ :-

”گورو نانک جی کو پہلے کالا نام کا میراثی ملا تھا۔ لہذا مردانہ ابائی ملا۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔“

(مخلص پارلیمنٹ گزٹ جولائی ۱۹۶۲ء) اس بھائی مردانہ نے تو گورو جی کی خدمت میں اپنا حق ادا کر دیا۔ تقریباً ہر سفر میں اُس نے گورو جی کا ساتھ دیا۔ اور سفر کی ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کی۔ ایک سیکھ دووان نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے :-

”مردانہ اپنا گھر بار اور گھرانہ بیٹیاں بیٹے اور بیوی چھوڑ کر گورو جی کی خدمت میں رہا۔“ (نانک پرکاش سچادت خذلا)

ایک اور سیکھ دووان پرنسپل ست بیر سنگھ جی۔ اے نے بھائی مردانہ سے متعلق یہ حقیقت بیان کی ہے :-

”مردانہ جی کو سفر کی کتنی تکلیف اٹھانا پڑی اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ انہیں کئی کئی دن فاقوں رہنا پڑا۔ جنگلوں اور بیابانوں کے نوکیلے پتھروں پر چل کر بھی وہ کرتا کرتا رہا (خدا خدا) ہی کہتے رہے۔۔۔۔۔ مردانہ جی نے ایک کھائے ”روڑوں“ پر بہتر سے۔“ (پوراتن جیونیاں ۵۳)

بعض لوگوں نے گورو جی کا دوسرا ساتھی بھائی بالا بیان کیا ہے مگر سیکھ محققین کے نزدیک یہ ایک فرحتی وجود ہے۔ (ملاحظہ ہو کتیا کہ دسکھ ۱۲۲ سردار کرم سنگھ جی دی انہا سیکھ ج

شالہ کردہ شرمونی گورو وارہ پر بندھا ٹیپو ۴۱) (روزنامہ اجیت جالندھر ۱۱ اگست ۱۹۶۹ء) یہ ایک حقیقت ہے کہ بھائی مردانہ جی نے گورو نانک جی کا ساتھ آخر دم تک دیا۔ اور ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کی۔ سیکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی نے بھی بھائی مردانہ سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ڈاکٹر تریوں سنگھ جی کے بقول ایک مرتبہ گورو جی نے یہاں تک بھی فرما دیا تھا کہ :-

”لوگوں کے لئے مردانہ شور میراثی ہے مگر میرے لئے یہ سب براہمنوں سے پاک اور اعلیٰ ہے۔“

(جیون چتر گورو نانک دیو ۱۷۱ء) گورو گرتھ صاحب میں راگ بہاگڑا کی وار میں تین شلوک بھائی مردانہ کے نام پر درج ہیں۔ ان شلوکوں میں تین مرتبہ نانک کا لفظ لہجہ مختلف کے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے :-

(۱) گورو کھ پائے نانا کھا د ہے جہ بکار

(۲) ات مد پیتے نانا کھ پیتے کھیتے بکار

(۳) نانک دیہہ بھون سج ہے سج نام آدھار (گورو گرتھ صاحب بہاگڑے کی وار ۵۵) متعدد سیکھ دووانوں نے گورو گرتھ صاحب میں درج شدہ جہ بالا ان تینوں شلوکوں کو بھائی مردانہ کے بیان کردہ تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو گورو گرتھ صاحب داسا ہتک اتھاس ۵۵) براہمنیہ پیرا ۱۷۱ء) گورو نانک بانی سنگ۔ مہان کو شش ۳۲۷۔ گورو نانک روشن مشا۔ رسالہ گورومت پرکاش امرتسر جولائی ۱۹۶۰ء۔ جولائی ۱۹۶۲ء۔ سنگھ بھیا پتر کا امرتسر جنوری ۱۹۶۷ء)

پرنسپل ست بیر سنگھ جی نے اس تعلق میں بیان کیا ہے کہ :-

”بھائی مردانہ کو وہ حق بھی مل گیا جو ہند کو صرف گورو صاحبان کو حاصل ہوا۔ بہاگڑا کی وار کے شلوکوں میں ”نانک“ لفظ کا اُن کی طرف استعمال کر لینا گورو نانک جی پر اپنا حق جتاننا ہے۔ یہ فی الحقیقت ایک ایسی بڑائی ہے جو کسی سیکھ رشتہ دار بھائی۔ جگت کو ہمارے نہ ہو سکتی شلوکوں پر دیا گیا عنوان ”شلوک مردانہ۔“ یہ سب ظاہر کرنے کے لئے ہی ہے۔“ (پوراتن جیونیاں ۵۳)

یہ درست ہے کہ گورو نانک جی کے علاوہ دوسرے سیکھ گورو صاحبان نے بھی اپنے کلام میں نانک کا لفظ بطور شخص کے استعمال کیا ہے۔ مگر سیکھ خداری رو سے اُن کو یہ حق گورو بننے اور گورو پر بیٹھنے کے لیے حاصل ہوا ہے۔ پیرے نہیں۔ اگر کسی اور شخص نے خواہ وہ کسی گورو صاحب کا بیٹا یا عزا ہی کیوں نہ تھا۔ ”نانک“ (باقی دیکھئے صفحہ ۲۲) (پیر)



### صد سالہ آمد، جوبلی منصوبے کا شیریں ثمر

# جد احمد سرنگ

از مکرّم و دینی مہر حمید رضا گوثر مبلغ سلسلہ مجددیہ سرنگ

یوں تو ہر جگہ لانا، ایٹھ ساتھ لے  
 شمار برکتیں اور برکتیں لے کر آتا ہے لیکن  
 ۱۹۵۳ء کا جلسہ لائے اپنے ساتھ ایک عظیم  
 برکت جو جوبلی منصوبے کی شکل میں لے  
 کر آیا جب کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا  
 حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ  
 بنصرہ العزیز نے غلبہ اسلام کی ہدیٰ کا  
 استقبال کرنے کی غرض سے اس عظیم  
 منصوبے کا اعلان فرمایا جو اپنے لذیذ  
 اور شیریں ثمرات سے نہ صرف دیارِ غرب  
 کو، بلکہ خود ہمارے ملک کو بھی مالا مال کر  
 رہا ہے ان ہی ثمرات میں سے ایک تازہ  
 ثمر مسجد احمدیہ سرنگ بھی ہے۔

کشمیر کا دار الحکومت سرنگماعت  
 اندیر کے لئے اس لحاظ سے غیر معمول  
 اہمیت کا حامل ہے کہ وہاں حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام دفن ہیں اور حضرت  
 مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے  
 مطابق مسیح نامی کی دنیا سے اسلام  
 کی حیات والہ ستم ہے چنانچہ خلیفۃ المسیح  
 الثالثی نے ہی اپریل ۱۹۴۷ء میں فرمایا  
 ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی  
 ”قریب مسیح“ کشمیر کے متعلق تحقیقات  
 اہم مسئلہ ہے حضور نے فرمایا کہ مسیح  
 علیہ السلام کی موت میں اسلام  
 کی حیات والہ ستم ہے۔ میں ہم کہہ  
 سکتے ہیں کہ کشمیر سے اسلام کی  
 حیات والہ ستم ہے۔“

چنانچہ بر آنے والا دن ”قریب مسیح“ کے  
 ضمن میں ایسے بحر العقول جدید انکشافات اپنے  
 ساتھ لاتا ہے جن کا انکار روز روشن کے  
 انکار کے مترادف ہے بیرونی ممالک سے  
 آنے والے سیاحوں کی اکثریت اس قبر  
 کو دیکھتی اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش  
 کرتی ہے چنانچہ سرنگم کی اس قبر معمولی  
 اہمیت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح  
 الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ لائے  
 ۱۹۴۶ء میں درویشان کرام سے ملاقات  
 کے دوران حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب  
 سابق ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کا ارشاد  
 فرمایا تھا کہ:-

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ سرنگم

مسجد احمدیہ کا نقشہ پاس ہونے  
 میں جو رکاوٹ تھی وہ دور ہو  
 گئی ہے اس لئے اب وہاں  
 جلسہ تعمیر ہو جانی چاہیے یہ  
 مشورہ نہیں ہے حکم ہے۔ وہاں  
 معمولی طور پر مسجد بنا کر نہ دیا  
 جائے کہ مسجد تعمیر ہوگی بلکہ  
 سرنگم کی ضروریات کے مطابق  
 ایسی مسجد جو سرنگم کے شایان  
 شان ہو خواہ اس پر پانچ لاکھ

تک خرچہ آئے۔“

(تجوید مکرّم بدرالین صاحب جنرل  
سیکرٹری قادیان)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز  
 کے اس ارشاد کے مطابق محرم ماہ جزاء  
 مرزا سیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی  
 قادیان نے مورخہ ۱۵ وفاد (جولائی ۱۹۵۶ء  
 ۱۹۵۷ء) کو مسجد احمدیہ سرنگم کی نئی عمارت کا پتھے

دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔  
 جہدی زمین کا رقبہ اندازاً ساڑھے  
 چار کنال ہے اگرچہ ۱۹۴۰ء سے وہیں  
 ہی اس وقت کی صوبائی حکومت نے  
 جاعت کو کسی کے لئے پلاٹ دینے کا  
 فیصلہ کر دیا تھا مگر ہمارے اجاب سے اب

اور جہاں بھی زمین جوڑ کی اس کی منظوری  
 نہ ہو سکی یہ حالات جب حضرت خلیفۃ  
 المسیح الثالثی کی خدمت میں پہنچائے گئے  
 تو حضور نے فرمایا جہاں کہیں زمین ملتی  
 ہے لے لو اور مسجد بنا لو حضور نے محرم

چوہدری اسد اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ  
 کی سرکردگی میں ایک وفد وزیر اعلیٰ ریاست  
 جوبلی کشمیر کے پاس بھیجا موصوف نے  
 چوہدری صاحب کی گفتگو سے غوسہ کیا

کہ یہ بہت برا ظلم ہے کہ سیر احمدیہ  
 سرنگم کے لئے اتنے عرصہ سے زمین  
 نہیں دی گئی چنانچہ وزیر اعلیٰ نے گورنر  
 کو حکم دیا کہ زمین جوڑ کر کے فوراً قبضہ  
 دے دیا جائے۔ یہ حکم ملنے پر گورنر صاحب

کشمیر خود محترم خلیفہ عبدالرحیم صاحب کمال  
 حضرت مسیح موعود کے مکان پر گئے اور  
 خلیفہ صاحب کو ساتھ لے کر چند روزوں  
 قطعات دکھائے اس کے بعد خلیفہ العزیز

عاصم مرموم نے ام چوہدری عبدالواحد صاحب  
 محکم خواجہ غلام فی صاحب کلکار اور دیگر اجاب  
 سے مشورہ کے بعد سرنگم تحصیل سے ملتی  
 رقبہ کے لئے درخواست کی جس کا چند ہی روزوں  
 میں قبضہ مل گیا۔ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو مجد  
 احمدیہ سرنگم کی عمارت کا سنگ بنیاد محترم مولانا

ابوالعطاء صاحب نے رکھا پھر سب اجاب  
 نے اجتماعی دعا کی مسجد کا ایک کمرہ اگلے  
 سال ۱۹۴۰ء میں تیار ہوا اس میں پہلا

خطبہ جمعہ محترم حضرت قاضی محمد یوسف  
 صاحب نے دیا اور قریباً ستر اجاب نے  
 نماز ادا کی۔ محترم خلیفہ عبدالرحیم صاحب کی

توجہ اور کوشش سے چار دیواری اور کمرے  
 کی بنیاد پڑ گئی کہ ملکی نعمتوں میں اس کی  
 تعمیر ہو سکے۔ پھر اجاب ماعت

نے مقدور بار بار کوشش کی کہ مسجد کی  
 توسیع کی جائے مگر حکومت کی طرف سے  
 رکاوٹیں پیدا ہوتی رہیں اور مسجد سرنگم

اپنی اہمیت کے لحاظ سے شایان شان  
 بن سکتی شاید یہی مقدر تھا کہ یہ مسجد اس  
 صوبہ کے تحت تعمیر ہو جو کہ غلبہ اسلام

کے استقبال کے لئے تیار ہو رہی تھی  
 کی بنیاد کے بعد ہی مسجد کا نیا  
 عمارت در تین مراحل میں مکمل ہوئی اور

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۸ء کو محترم  
 صاحبزادہ مرزا سیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان  
 نے اس عمارت نو کا باقاعدہ افتتاح فرمایا

کشمیر کے قریباً پانچ سو افراد اس وقت  
 موجود تھے قریباً آٹھ سو بعد محرم

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

صاحبزادہ مرزا قریباً ستر اجاب نے وہ پتھا  
 پڑھ کر سنایا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث  
 ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع  
 کے لئے ارسال فرمایا تھا اس بیجا نام میں  
 حضور نے فرمایا:-

”مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ  
 اس موقع پر اپنی تقریر شدہ مسجد  
 کا افتتاح کر رہے ہیں میں دعا  
 کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس مسجد  
 کو بہت بابرکت بنائے اس کو  
 نمازیوں سے آباد رکھے اور اس  
 میں نماز پڑھنے والوں کو اپنے فضول  
 اور برکات سے نوازے اور انہیں  
 اور ان کی نسلوں کو حق تعالیٰ  
 میں اللہ و مسلمان بننے کی توفیق بخندے

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسجد ناقص تک مکمل ہو چکی ہے مسجد میں عید کا شادہ  
 ہال ہیں بائیں جانب ادپر کی منزل کی طرف سماؤں کے لئے چار کمرے بنائے گئے  
 ہیں حمام یعنی مسجد کو گرم رکھنے کا حصول انتظام ہے۔ اور اس کے علاوہ تعالیٰ  
 اس مسجد کو اسلام اور احمدیت کا حقیقی مرکز بنائے اور ان اجاب و نیکوں سے اس کا  
 تعمیر تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا جائے۔ آمین

۱۹۶۰ء میں صد سالہ جوبلی فنڈ کے منصوبے کے تحت اپنے ملک کے نیکوں  
 کی مدد سے سرنگم میں مشائخہ مسجد شمس آباد میں اور جوبلی میں  
 ہے۔“

## تعمیر مدرسہ محمدیہ قادیان اور اجاب بجا کا فرض

مدرسہ احمدیہ قادیان کی بنیاد خود حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے مقدس اہل بیت سے رکھی تھی  
 اس دینی درمگاہ سے فارغ التحصیل ہونے والے شمار ایسے جلیل القدر علماء میدان تبلیغ و  
 عمل میں نکلے ہیں جنہوں نے نمایاں خدمات سر انجام دیں اور خلد احمدیت کا لقب پایا ہے  
 مرد زبانی کے باعث مدرسہ ہذا کی عمارت نہایت خستہ ہو چکی ہے اب بزرگان کے ارشادات  
 کی روشنی میں اس کی تعمیر نو کرانی جا رہی ہے جس کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے اس  
 میں بعض دستوں نے اپنے گرانقدر عطیات بھجوائے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے تمام افراد کے  
 اعمال و نفوس میں غیر معمولی برکت دے۔ نظارت ہذا تمام دستوں کو بھی اس  
 بابرکت کام کے لئے اپنے گرانقدر عطیات بھجوانے کی تحریک کرتی ہے امید ہے جہا  
 جماعت خصوصی توجہ فرمائے عند اللہ عاجز ہونگے۔

ناظر بیت المال اذ قادیان



# طوفان نوح

## قرآنی شواہد اور جدید کشفات

از مكرم سيد عبد العزيز صاحب بوجری امریکہ

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے۔ بائبل میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ سب سے اہم سوال اس طوفان کے متعلق یہ ہے کہ یہ طوفان کیوں آیا۔ اس میں ہلاک ہونے والے کون تھے۔ وہ کیوں تباہ و برباد ہوئے اور کیا ان کے بچنے کی کوئی صورت تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو وہ کس طرح بچ سکتے تھے۔ یہ سوال کہ وہ کتنا بڑا طوفان تھا یا کتنے روز بارش ہوتی رہی تاوی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت نوحؑ کی قوم کے لوگ کیوں ہلاک ہوئے۔ قرآن میں اس کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔ فَكَذَّبُوهُ فَاسْتَبَاہُ وَالتَّذِينَ مَعَهُ لِيِ اَغْلَاقٍ وَاعْرَاقًا الَّذِيْنَ اٰذَىٰ بَاہِ اٰمِيَاتِنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ رَزَقَنَا رِزْقًا كَثِيْرًا وَہُمْ لَہٗ اٰقْبٰمٌ (یعنی حضرت نوحؑ کی قوم نے اس کو اور اس کے ساتھ لوگوں کو کشتی کے ذریعہ تباہ و برباد کر دیا۔ اور ہم نے ان لوگوں کو تباہ کر دیا۔ وہ ایک اندھی قوم تھی۔ یہاں تاویہ کہ عرق ہونے والے حضرت نوحؑ کے تگڑے تگڑے تھے۔ یہاں کہ زیادہ عمر کے تباہ و برباد ہوئے گا ذرا نہیں۔ پھر سیلاب اس لئے آیا کہ نوحؑ کی قوم نے آپ کا انکار کیا۔ بائبل میں لکھا ہے کہ طوفان زمین سے نازل ہوا تھا۔ یعنی زمین سے یہ تباہی نازل ہوئی۔ اس طوفان کا باعث بنی سب سے زیادہ بارش تھی۔ وہ بارشیں کتنے کتنے دنوں تک جاری رہیں۔ اس کا ذکر قرآن میں موجود نہیں۔ ہاں وہ بارشیں اتنی تیز تھیں کہ زمین پر پانی اور پانی پر پانی اور چشموں کے پانی کا الگ وجود قائم ہو گیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَتَنَّاہُمْ بِمَا كَفَرُوْا فَاَجَعَلْنَاہُمْ قَوْمًا لُّغُوْا مَجْزُوْمًا وَاَزْدَدْنَاہُمْ عَارِیَۃً اٰتٰی مَّغْلُوْبٍ فَانظُرْ نَتْمِزُوْہُ فَعَدُوًّا

ادب السما و سما و مہم ہر و فخرنا الارض عیوننا فالمتقی الماؤ علی امر قد قد وہ (سورہ قمر ۱۷) ترجمہ:- ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا۔ اور ہمارے بندے کی تکذیب کی۔ یہ کہنا کہ یہ جنوں سے۔ (اور ہمارے بتوں کی طرف سے پشکار ڈالی گئی ہے) آخر اس نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا مجھے دشمن نے مغلوب کر لیا ہے پس تو میرا بدلہ لے۔ جس پر ہم نے بادل کے دروازے ایک جو شہر سے ہینے والے پانی کے ذریعہ کھول دیے۔ اور زمین میں لگا کر ہم نے جسے پھوڑ دیے۔ پس (آسمان کا) پانی زمین کے پانے کے ساتھ ایک ایسی بات کے لئے اکٹھا ہو گیا جس کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

بائبل میں ایک جگہ لکھا ہے کہ سیلاب پانی کے چشموں سے آیا۔ اور سرری جگہ لکھا ہے کہ سیلاب بارش کے پانی سے آیا۔ قرآن میں ہے کہ دونوں پانی ہی تھے۔ اور فرق باقی نہ رہا۔

سیلاب کا کسی علاقہ میں آنا خدا کی طرف سے عذاب ہوتا ہے۔ جس علاقہ میں سیلاب آئے وہاں مکان گر جاتے ہیں، فصل تباہ ہو جاتی ہے، شہر ٹوٹ جاتی ہیں، انسان اور جانور مر جاتے ہیں، پھینے کا پانی نہیں ملتا، خوراک کے ذخائر تلف ہو جاتے ہیں اور سیلاب سے بچنے کے لئے جو تدابیر کی گئی ہوتی ہیں وہ سب بے سود ثابت ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے تا کہ یہ ثابت ہو کہ انسان اپنے علم پر اتنا اعتماد کرتا ہے اور اپنی تہاہر میں اتنا مصروف رہتا ہے کہ وہ ملک جو ٹیکنا توچی یورپ میں ہے، اسے کر گئے ہیں وہاں بھی سیلاب آئے اور تباہی مچا رہا ہے۔ جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔ جب سیلاب آتا ہے تو ساری ایسی چیزیں اور تدابیر دھری کی دھری رہ جاتی ہیں جو

آتے ہیں تو صرف اس لئے کہ مامورین اور کئی تکذیب کی گئی۔ سیلاب بطور عذاب کے جب آئے تو سمجھنا چاہیے کہ لوگوں نے وہی روش اختیار کی جو نوح علیہ السلام کی قوم نے کی تھی۔ عموماً زمین بارش کے پانی کو جذب کر لیتی ہے اور عموماً ایک تھائی بارش کا پانی تڑپوں اور مانوں میں بہ جاتا ہے یا کچھ بارش کا پانی آبی بنارات میں بندیل ہو جاتا ہے۔ سیلاب زدہ علاقہ رہائش کے ناقابل ہوتا ہے۔ وہاں سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ کشتی کے ذریعہ لوگوں کو وہاں سے نکال کر محفوظ اور بلند جگہ پر بھیجا جاتا ہے۔ خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کو پہلے ہی آئے دن کے سیلاب کی خبر دے دی۔ اور کشتی بنانے کی ہدایت کی تاکہ اس کے ذریعہ سے کسی بلند مقام پر پہنچ کر اسے کام کو جاؤا رکھ سکے۔ آپ کی کشتی بہت مقام سے بلند مقام کی طرف روانہ ہوئی۔ پانی چونکہ بلند جگہ سے وادی کی طرف آ رہا تھا لہذا حضرت نوح کی کشتی پانی کے بہاؤ کے رخ کے خلاف چل رہی تھی۔

بائبل میں اس بارش کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس دن اور رات بہ بارش ہوئی رہی اور یہ طوفان اس لئے آیا کہ بدی پھیل گئی تھی اور یہ بھی لکھا ہے کہ سیلاب ایک سو چالیس دن تک چلتا رہا۔ کشتی کے متعلق بائبل میں لکھا ہے کہ وہ چالیس دن تک چلتی رہی۔ اور چالیس دن تک چلتی رہی۔ اس میں ایک دروازہ اور ایک کھڑکی تھی۔

انجیل کسی علاقہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے کوئی پلان تیار کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے ماحولی میں آئے ہوئے ان تمام سیلابوں کا معائنہ کرتے ہیں جن کا ریکارڈ موجود ہے۔ تو پھر وہ ان سیلابوں سے اندازہ لگاتے ہیں کہ زیادہ ماحولی کا سیلاب چونکہ سو سال میں ایک بار آیا تھا اس لئے آئندہ اتنا بڑا سیلاب سو سال کے عرصہ میں آئے گا۔ عموماً بڑے سیلاب بڑے وقفہ کے بعد آتے ہیں، لیکن ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ایک بہت بڑا سیلاب تھوڑے عرصہ کے اندر آسکتا ہے۔ جس کا صرف خدا تعالیٰ کو ہی علم ہے۔ چونکہ کسی انجیل کو آئندہ آئے دن کے سیلاب کا علم نہیں تو بعض دفعہ اس کے ذرائع میں کمی رہ جاتی ہے۔ کوئی شہر اپنی ساری آمدنی یا اس کا بڑا حصہ سیلاب کی زدک تمام میں نہیں لگا سکتا۔ یہاں انسان کی بے بسی ظاہر ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو عرق ہونے کی سزا اس لئے دی کہ انہوں نے آپ کا انکار کیا۔ پس جو شخص نہ کہنے کہ سیلاب تو آتے رہتے ہیں ان کا کسی مامور میں اللہ کے انکار سے تعلق وہ خدا تعالیٰ کی فعلی اور قولی شہادت کا درحقیقت منکر ہے۔ خدا نے حضرت نوحؑ کی قوم کی ہلاکت کی وجہ ان کی تکذیب بتائی ہے اور حضرت نوحؑ فرشتے ہیں۔ اسے میری قوم اگر توبہ و استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برسانے کا یعنی استغفار نہ کرنے کی صورت میں بارش سیلاب لاتی ہے۔ قرآن میں رحمت والی بارش کے متعلق یوں ذکر آیا ہے قُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ تَعَاوَنًا یُّرْسِلُ السَّحَابَ وَیُرْسِلُ مَعِہٖ ذُرَّۃً مِّنْہٗ ذَرَّۃً وَّہُمْ لَیْسُوْا بِمُعْتَدِلِیْنَ (سورہ نوح ۱۰۶) اگر تم توبہ کرو گے تو اللہ تم سے توبہ کا بدلہ کرے گا اور تم کو تمہاری رحمت سے توبہ کا بدلہ دے گا اور تمہارے لئے بارش نازل کرے گا اور تمہارے لئے دریا چلا دے گا۔

قرآنی آیات سے ظاہر ہے کہ توبہ اور استغفار سے بارش خرابی رحمت بن جاتی ہے اور کسی مامور میں اللہ کی تکذیب سے بارش سیلاب کا باعث بن جاتی ہے۔ پس اگر سیلاب بطور عذاب کے







# حضرت مسیح ناصری صلیب کشمیر تک

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب نواں کوٹ، لاہور

آج سے دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ ایک نئی سیکل روڈ ٹولم میں نڈ کی گئی۔ وہاں وہ تربیت کے مراحل طے کر رہی تھی۔ جب وہ بلوغت کے قریب پہنچی تو حسب دستور کا ہنوں نے اسے سیکل سے فارغ کر دیا، اور اپنے گھر میں معتکف ہوئے کی اجازت دیدی اس کے شب و روز عبادت میں نوست کاٹنے اور گھر کے کام کاج میں لاس رہتے۔ اور وہ بلوغت کی منزل میں قدم رکھ چکی ہے۔ ایک دن وہ اعتکاف میں عبادت میں مصروف تھی کہ عین بیدار ہی میں اس کے سامنے حضرت جبرائیل متحمل ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس بتولہ کو ایک بیٹے کی بشارت دی اس کا نام

مسیح عیسیٰ ابن مریم

بتایا گیا۔ یعنی وہ مسیح تو تم کو جمع کرنے کے لئے زمین میں بہت مسابوت کرنے والا ہوگا۔ شب تاریک میں نگہبانی کا فرض سرانجام دے گا۔ اس طرح وہ مسیح اور عیسیٰ بن کر آئے گا۔ اس بتولہ پر کھولا گیا۔ یہ وہی فرستادہ ہے جسے انبیاء و نبی اسرائیل نے مسیح کہا ہے۔ اور جس کے لئے ساری امت مشرق و مغرب میں چشم براہ ہے۔

مریم پریشان ہو گئی کہ میں تو کسی مرد کو نہیں جانتی یہ سب کچھ کیسے ہوگا فرمایا قدرت مجردہ سے ترسے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ لوگوں کی نگاہ میں یہ بات عجیب ہے، لیکن خدا کی تقدیر میں یہ بات طے پا چکی ہے۔

خار عین بخوبی جانتے ہیں کہ یہ وہی فرزند ارجمند ہے جس کا نام بردے قرآن عیسیٰ تھا اور انجیل میں اس کا نام یسوع ہے۔ صلحاء بنی اسرائیل میں رواج تھا، بعض دفعہ در نام رکھے جاتے۔ ایک الہامی نام اور ایک خاندانی نام تھا۔ اسی سبب پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام ابراہیم ہوا۔ حضرت یعقوب کا نام اسرائیل رکھا گیا۔ یعنی الہامی نام تھا

خاندانی نام یوحنا رکھا گیا۔ اسی طرح عیسیٰ کا درمیان نام یسوع ہے۔ عیسیٰ لکھا۔ یعنی آرامی عربی میں جو کہ حضرت مریم کی ماور می زبان تھی۔ شب تاریک میں نگہبان کے ہیں۔ اور یسوع عبرانی لفظ ہے۔ اس کے معنی نجات دہندہ کے ہیں۔ اس موعود نے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیروں کی نگہبانی کرنی تھی۔ اس لئے وہ عیسیٰ تھا۔ اس نے قوم کو جلا وطنی سے نکال کر کلیم اللہ کے جانشین، یسوع بن نون کی طرح ایک وطن میں آباد کرنا اور نجات دینا تھا۔ اس لئے بطور تقاضا اسے یسوع کا نام دیا گیا۔ اس بچے کے لئے انبیاء بنی اسرائیل کے صحیفوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ

وہ قدرت مجردہ سے پیدا ہوگا (یسعیاہ ۱۱)

وہ امت اسرائیل کا گلہ بان بن کر آئے گا اور اتہاٹے زمین تک بزرگ ہوگا۔ (میکاہ ۵)

وہ اس وقت سموت ہوگا جب بنی اسرائیل کے اسباب دور مشرق میں بھنگ رہے ہوں گے۔ وہ گندہ بھیروں کی تلاش کرے گا۔ دنیا کے پیادوں میں انہیں پائے گا۔ اس طرح جو پانی کے فراغ سرانجام دے گا۔ اور چشموں دانی زمین میں لوگوں کو بسا دے گا۔ (یسعیاہ ۴۹ باب و حزقی ایل ۳۴)

وہ مستقل کے ایک عظیم الشان رسول کا مشر ہوگا۔ (یسعیاہ ۶۱ یوحنا ۱۱ یوحنا ۱۴)

وہ یرد شلم میں مبعوث ہوگا۔ قوم اس کے پیغام کو رد کر دے گی۔ اور اس فرستادہ کو موت کے غار میں دھکیل دے گی۔ وہ مردوں میں سے زندہ ہوگا۔ اور موت سے نجات پانے والا پیغمبر بن کر قوم کے بڑے حصے کو پیغام دینے کے لئے روانہ ہوگا۔ (زبور ۲۲ و یسعیاہ ۵۳ باب یوحنا ۱۹)

وہ ارض کنعان سے ہجرت کر کے بنی اسرائیل کے گندہ اسباب کی تلاش میں نکل کھڑا ہوگا۔ اس طرح وہ جو پانی

کا فرض سرانجام دینے والا ہوگا۔ اس مشن کے لئے حرف آسف لایا گیا جس کے معنی جمع کرنے والے کے ہیں (یعنی ۴۹)

وہ دنیا کے بلند پہاڑوں میں جا رہا ہوگا۔ اور ایک نئے یرد شلم کی طرف دعوت دے گا۔ نئے یرد شلم سے مراد خدا تعالیٰ کا سما اور برحق دین اور اس سے وابستہ انقلاب روحانی کا مرکز ہے (میکاہ ۲ یسعیاہ ۴۱ حزقی ایل ۱۴ مکاشفات ۱۱)

وہ طویل عمر پائے گا۔ اپنی مسل در نسل دیکھے گا۔ پھر فوت ہوگا۔ اور ریش علاقے سے جائے گا۔ (یسعیاہ ۵۳) جسے حضرت مریم مہر کو چھوڑ کر دین چلے گئے اور مہر سے روپوش ہو گئے پھر بنی اسرائیل کو علانی سے نجات دینے کے لئے قوم پر ظاہر ہوئے۔ اسی طرح مسیح کے لئے مقدر ہے۔ وہ بعثت کے بعد روپوش ہو جائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی مخلصی کے لئے دوبارہ ظاہر ہوگا۔ (بدرش شیرا شریم)

مرد زمانہ کے باعث فرستادہ خدا اور اس کی جماعت دنیا کی نظروں سے مخفی ہو جائے گی۔ جو پان اور اس کی بھیروں کی کہانی سمندر کی تہ میں پوشیدہ چیزوں کی طرح دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گی۔ آخری زمانہ میں یوم موعود آئے گا۔ اس میں یہ سب کچھ منکشف ہوگا۔ (صحیفہ عزروس جو پان) ناظرین! یہ ہیں وہ پیشگوئیاں جو پیش کے عہد عیسیٰ اور صلحاء بنی اسرائیل کے اسفار مخفیہ اور ان کے اوراق بارینہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان بشارات کو خود حضرت مسیح نے اپنے پر منطبق کیا۔ ان کے حوالوں نے جہاں کیا اور ان کے حوالے دیئے ہیں۔

ان بشارات کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے آپ عیسیٰ موت سے بچائے گئے ان کی بعثت اور تبلیغ کا ایک حصہ وطن یعنی ہند سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصہ کابل یعنی قوم کی حالت انتشار اور

ان کے بھر پور اجتماع سے وابستہ ہے یکلمہ الناس فی المہد و کھلاک ایک پہلو میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ دسولا الی بنی اسرائیل اس مشن کی وضاحت ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے اس مشن میں پاک و منہد کے باسیوں کے لئے ایک عظیم الشان خود شجرہ ہے قرن اول میں پیغمبر بنی اسرائیل کنعان سے روانہ ہوا۔ اور پاک و منہد کی سرزمین میں داخل ہو گیا۔ اس کی آخری منزل ارض کشمیر تھی۔ اس طرح صلیب سے کشمیر تک اس پیغمبر کی کہانی پھیلی ہوئی ہے۔

دینی کان میں مقدس پطرس کا دراجی مدفن ہے۔ باسی وجہ اس خطہ اور اس کو چار چاند لگے ہوئے ہیں۔ مہری نگر میں مقبرہ یوز آسف ہے۔ جب ثابت ہو گیا کہ اس روہد میں حضرت مسیح علیہ السلام سوئے ہوئے ہیں تو اندازہ کیسے کتنا بڑا انقلاب آئے گا۔ اس تحقیق کی اہمیت جہاں اہل کتاب کے لئے ہے۔ وہاں ارض پاک کے باسیوں اور ارض ہند کے دنیوں کے لئے برابر عظیم

اشان تاریخ کی حامل ہے۔ اور پھر اس لحاظ سے یہ تحقیق بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ دایان کشمیر کی توہل میں نسلا بعد نسل بھوش ہمارا پران صدیوں تک رہا ہے۔ اس دستاویز میں اس تاریخی حقیقت کا انکشاف ہے کہ عید و مسیح

سالہ دلش میں آئے تھے۔ یہاں اپنا مرکز بنایا۔ کیونکہ اس علاقہ میں بنی اسرائیل بھرے ہوئے تھے۔ یہ تاریخی دستاویز سنسکرت زبان میں ہے۔ اس شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ہند کی تاریخ میں منظر عام پر آچکا ہے۔ اسی طرح صحیفہ قدیم یوز آسف میں ایک پرانی کہانی درج ہے۔ کہ یوز آسف خدا کا پیغمبر تھا۔ اس کی آخر منزل کشمیر تھی۔ یہاں وہ آسودہ خواب سے مزید برآں نکھا ہے کہ کشمیر میں اس کی گستاخی جہاں وہ حالی چراغ روشن ہوئے۔

راجہ ترنگنی کے اسانہ دیو میں عیسیٰ مسیح کی پرچھائیں نظر آتی ہے۔ تاریخ کی خالقاہ میں حیات عیسیٰ پر دستاویزات موجود ہیں۔ جن سے معاذم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب ہلاک و عذیب گھر رہے۔ جناب خدا احمد حسین کشمیر کے دار کرا آثار قدیمہ نے اس صحیفہ پر تحقیق کی ہے جس میں سے کہ منہد میں عیسیٰ کو بدھ مانا گیا۔ (ملاحظہ ہواں کی)



# روحوں کی کلی بھی ہے اسی طرح سے کھلتی

انساں کو پسندیدہ ہے بس جینا ہی جینا  
 مرنے کو نہیں موت کا سا غم سا ہی پینا  
 اسے کا شہادہ سوچے کہ وہ آیا ہی یہاں کیوں  
 اللہ تعالیٰ اُسے لایا ہے یہاں کیوں  
 مقصد ہے کیا دنیا میں پورا اسے کرنا  
 بن کر یہاں کس طرح کا انسانا سے اُجھرا  
 دنیا میں بشریت کیونکر ہے مقصد  
 میدانِ کس میں اس کی ہیں عجب حکمتیں سفر  
 راز اس کی ترقی کا عبادت میں ہی نہایتی  
 رہنا ہے اسے بن کے یہاں بندہ رحمان  
 رحمان خدا کی ہی سنت سے ازل سے  
 سب پر ہی جہاں نہیں جو عمارتیں اس کے عمل سے  
 ہر آن غذا جسم کو جس طرح سے رہتی  
 روحوں کی کلی بھی ہے اسی طرح سے کھلتی  
 نازل نہ کبھی ہوتا جو اسام بشر پر  
 ہوتا نہ وہ اس دنیا کی ہر چیز سے برتر  
 جب راہ ہو مشکک جاتی ہی اگر کسی خلقت  
 آجاتی ہے پھر جوش میں اللہ کی رحمت  
 ہر قوم میں یوں اس کے نبی آتے رہتے ہیں  
 احکام بھی ساتھ اپنے سد لانے رہی ہیں  
 جو بھی کسی روحانی جماعت کا اقتدارانی  
 لاریب تھا اللہ کی رحمت کی نشانی  
 ناک تھا کہ تھا بد وہ کر شا تھا کہ راہا  
 دُنیا کویتہ سب سے خدا کا ہی جہاں  
 پھے تھے وہ لاکھوں کو ہدایت دی انہوں  
 اور ایک خدا ہی رحمت کی انہوں نے  
 آخر میں وہ آئے جو ہیں رب نبیوں کے خاتم  
 مقصد ہے ہر اک قوم کے ہر کار و عمل  
 دنیا کے ہر اک فرد بشر کے لئے رحمت  
 اک پیکر احسان و سخا مہر و رحمت  
 سردار رسولوں کے ہیں وہ دونوں جہاں میں  
 ان سے بڑا کوئی نہیں اس کوئی دکان میں  
 اکنت ہے جسے اُن سے ہے اُلفت میں اُس کے  
 دشمن ہی جو ان کا ہے عداوت میں اُس سے  
 ساتھ اُن کے اناری گئی قرآنی شریعت  
 ربانی و فرشتہ فانی و لائمانی شریعت  
 اکمل ہے جو ہر پہلی شریعت سے بہر طور  
 بھر پور ہے جو رشد ہر امت سے بہر طور  
 قرآن میں ہر انساں کی ہدایت کا رہی سامان  
 چھوٹے کبھی صدیق نہ قرآن کا دامان  
 قرآن کہ دنیا میں رہے گا جو ابد تک  
 دریا ہے ہدایت کہ ہے گا جو ابد تک  
 وائیں کہ نہ مانیں کوئی اکراہ نہیں ہے  
 ان باتوں میں میری مگر شاہ نہیں ہے  
 (محمد صدیق امیر سربلوت مبلتہ از لقیہ و بلتیا)

گیا ہے۔ یہ مرقع ODES OF SOLOMON  
 کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔ یہ ۲۲ نظمیں  
 ہیں۔ ان کا مضمون یہ ہے کہ حضرت مسیح  
 موت سے نجات پانے والے فرستادہ  
 تھے۔ ان کی حالت موت کے مشابہ  
 ہو گئی تھی۔ مرے نہیں تھے۔ وہ زندہ  
 تھے۔ جبکہ لوگ انہیں مردہ سمجھتے ہیں۔  
 بالآخر وہ ایک اور ایسے اور بلند مقام اور  
 اور اس چوٹی پر پہنچے۔ وہاں انہوں  
 چاروں کو نشہ پھینکی ہوئی اپنی اہمیت کو  
 خطاب کیا۔ ایک کا مل بتوز (حضرت  
 مریم ہدیقا، بھی ان کے ساتھ تھیں۔ ان  
 بتولہ نے بھی لوگوں کو فلاح اور نجات  
 کی طرف بلا یا۔ یہ خطاب دجدا آفری سے  
 ایک دوسری نظم میں ہے کہ حضرت  
 مسیح اور ان کے ماننے والے ایک  
 فردوس بریں میں ہیں گئے۔ اور خدا  
 تعالیٰ کی عبادت میں محو ہو گئے۔ ان  
 نظموں کے لئے ملاحظہ ہو ODES  
 OF SOLOMON ODE 20-33  
 دوسری صدی کی سریانی نظم کے ایک  
 سو پارچہ اشعار اس کے علاوہ ہیں۔ یہ  
 نظم ٹیکلا کے لغاری میں مشہور تھی اعمال  
 تو ما میں یہ نظم درج ہے۔ یہ کتاب تیسری  
 صدی کی ہے۔ اسی نظم میں ایک سنس  
 استعارہ ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ دور  
 مشرق میں ایک بلند پہاڑ پر خدا تعالیٰ  
 خاتون مشرق اور فرستادہ خدا کی  
 روحانی بادشاہت قائم ہے۔ حد یہ  
 ہے کہ برطانیہ میں بھی یہ روایت پہنچی  
 کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسے سفر  
 زندگی میں ایک جگہ سے گزرے جس  
 کا نام ہوا فردوس بریں ہے۔ اہل برطانیہ  
 نے اس روایت کو برطانیہ کی ایک  
 خوشما جگہ پر چسپاں کر لیا اور خیالی کر  
 بیٹھے کہ مسیح برطانیہ میں آئے تھے۔  
 JESUS THROUGH THE  
 CENTURIES BY KOMROFF  
 P. 106  
 ان سب حوالوں میں ایک فردوس  
 گمشدہ کی پرچھائیں موجود ہے جس  
 کی طرف قرآن حکیم میں ۲۰ دیکھنا  
 الی رُبُودِ ذَاتِ صِرَادِ مَعِينِ  
 کے الفاظ مبارکہ میں اشارہ کیا  
 گیا۔  
 تفصیح :- اس شمارے کے آخری صفحہ  
 پر انگریزی میں اخبار کی اشاعت کی  
 ہجری قمری تاریخیں ۱۰۹ اور ۱۶ صفر کی  
 بجائے غلطی سے ۲۰۲۰ صفر کی ہجری  
 ہیں۔ فارسیں تصحیح فرمائیں۔ ایڈیٹر مبارک

کتاب حضرت مسیح کے محبوب حواری مقدس  
 تھے۔ ماکا مقبرہ مدراس کے نواح میں ہے  
 اس طرح کثیر سے مدراس تک حضرت  
 مسیح اور ان کے حواریوں کی روداد  
 پہیلی ہوئی ہے۔ مستقبل کا مورخ تاریخ  
 ان معنی نیابتن سے استفادہ کرے گا  
 اور تاریخ پاک و ہند میں ایک نئے  
 باب کا اضافہ ہوگا۔  
 قرآن حکیم نے تاریخ عالم کے بعض  
 معنی گوشوں کو بے نقاب کیا ہے۔ حضرت  
 مسیح صری علیہ السلام اور ان کی والدہ  
 حضرت مریم ہدیقا واقعہ صلیب کے  
 بعد دنیا سے چلے گئے۔ یہ ایک ستر مکتوم  
 ہے۔ جسے قرآن حکیم نے واضح اشارات  
 کرتے ہوئے فرمایا۔  
 وَحَقْلَنَا اَبْنِ مَرْيَمَ وَ اُمَّهُ اَيَّدُ  
 وَاُوَيْنُهُمَا اِلَى رُبُودِ ذَاتِ صِرَادِ  
 و مہینوں (سورہ مومنون ۵۱)  
 ہم نے مریم عیسیٰ اور ان کی والدہ  
 کو نشان بنایا۔ وہ اسی طرح کہ یہ دونوں کے  
 ہاتھوں سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ کی  
 مقام میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی  
 جگہ تھی۔ اور مصفا بانی کے حتمے اس میں  
 حواری تھے۔ یہ پہاڑ اہل کتاب کا فردوس  
 گم گشتہ ہے۔ سوال پیدا ہو سکے کہ فردوس  
 دنیا میں اس کا ذکر نہیں کیوں نہیں ملتا؟  
 اب آئے عیسائی تاریخ ماخذ کی طرف  
 انجیل کا آخری صحیفہ مکاشفات یوحنا  
 عارف ہے۔ اس کا زمانہ پہلی صدی کا  
 آخری عشرہ ہے۔ ان مکاشفات کے  
 پس منظر میں تاریخی اشارات موجود ہیں  
 مثلاً یہ کہ حضرت مسیح ایک بڑے  
 اور اُوچے پہاڑ پر ہیں (مکاشفات ۱۵)  
 یہاں دین خدا کو ایک نئے پردہ شرم کی  
 صورت میں دکھایا گیا جس میں بنی اسرائیل  
 جذب ہو جائیں گے۔  
 اہلاد تہرقیہ میں حضرت مسیح پر ایمان  
 لانے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے  
 مکاشفات (۱۶)  
 حضرت مسیح کے مہینوں (مرا د حصار  
 عین ثبوت ہے) پر کھڑے ہیں۔ لکن  
 ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار بنی اسرائیل  
 ہیں۔ جہاں انہیں رہ جاتے ہیں۔ یہ ان کے  
 پیچھے پیچھے چلتے ہیں (مکاشفات ۱۷)  
 ان حواریوں میں بعض اشارات  
 ہیں کہ قرن اول کے آخری عشرہ میں  
 حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی امت  
 کا مستقر مشرق میں ایک بڑا اور اونچا  
 پہاڑ تھا۔  
 قرن اول میں لغاری جو نظمیں پڑھا  
 کرتے ان کا سریانی متن آثار سے مل















### خلافتِ ثالثہ میں افضالِ سماوی کا نزول بقیہ صفحہ ۲۰

بہ زعم خود مخالفین نے اسے صحت سے متاثر کرنے کا غم کیا لیکن جس کشتی کا کھیون بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل سلطانِ اقلیمِ ثانیہ رسول کے فرزند جلیلِ خلیفہ سلطان ہوں اسے نیز تہ موجوں کیا مجال کہ ایجا راہ سے سر کا بھی سکیں۔

اللہ کے جماعت اس امتحان میں کامیاب اور سرت سے سرگرمی پروردگار اور تہمت کو اس نے سرگرمی سے برداشت کیا۔ محبوب کی پیار بھری ایک نگاہ کی سحر عشقِ انجلیب کے قربان کر کے بھی یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ سودا نہ تھی بخش رہا۔ اور ہمارے تو اوتارے نامہ اہل نے بھی فرنا دیا تھا رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش مگر میں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

جماعت کے صبر و استقامت کو دیکھ کر خداوندی کے فرشتے ان آبا باطل کو گومانے کے لئے رعد سے زمین پر اتار آئے اور دیکتے ہی دیکھتے راکھ کے دھیروں پر دیدہ زیب عمارتیں درود میں نگاہ کا سامان ہو گئیں الحمد للہ

اللہ نے اس پر اعتراف کیا کہ انتہائی معزز ملک ہے۔ طارق بن زیاد کی سربراہی پر امر فرود شانِ اسلام نے اس زمیں کو فتح و کامرانی سے ہم کنار کیا

اور اسلام کی روشنائی اس ملک کی نعمت کو چار چاند لگا دیئے۔ چند ہی برسوں میں علوم و فنون میں اس سرزمین نے وہ سر بلندی حاصل کی کہ سارا یورپ اسے اساد ماننے لگا۔ اور ساریت سو سال تک اس کے علم و فن کی تمغیں ایک عالم کو منور کرتی رہیں۔ مگر آہِ افکار و حیرت کی ایک نیز تہ اندھا بنی اور لوخان گرد و باد نے اسپین کی روحانی اور علمی چشمہ ایک گرد آلود کر کے محدود کر دیا۔ روشن تمغیں بھ گئیں۔ خدائی محبت میں سوزاں دلوں کی چنگاریاں راکھ کے دھیروں نئے دب گئیں۔ ایک گھور ظلمت بھاگی اور سیاہی پورے ملک پر محیط ہو گئی

آج خدا تعالیٰ کے جری پیلوان ہدی آخر الزماں کے موعود ناسر اور حاجت احمدیہ کے امام ہیں۔ ایک مرتبہ پیر - مزین اندلس کو پیدا کر دیا۔ محمد ثور کر کے مانتے رہی صبرا اللہ کریم کو نئے گور سے ایک سدا کی عادت کے بنیادی اثنا احمدیت کے عقیدہ و سلالہ کے ہاتھوں سرزمین اسپین پر رکتی گئی اسلام کی روشنائی اس زمین کو منور کرنے کے لئے نمودار ہو گئیں ہیں۔ اب وہ وقت آچھا ہے کہ۔

فردوس کو تری بہاروں میں بنایا جائے گا چنگاریوں کو دے کے نوسخے بنایا جائیگا وہ دن نہیں دور کہ از فضلِ اربت دو جہاں

### صداقتِ اسلام کا ایک ستارہ نشان بقیہ صفحہ ۱۲

قد جعل اللہ شنی و قد ذوا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور تخمینہ مقرر کیا ہے جس وقت وہ وقت آئے گا ہو جائے گا ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مادی ذرائع اگر نہیں ہیں تو تم فکر نہ کرو اللہ کافی ہے وہ جو کہ دے گا چاہے میرے دل میں بڑھی تسمی پیدا ہو گئی۔ والفضل ۱۵

دفا (جولائی ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۳)

۱۹۷۰ء میں کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ اسپین میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پورا ڈال کو خدا کے واحد کلام کو قائم کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ مگر اسلام کے زندہ اور پیچھے وعدوں داسے خدا کی زبردست اقتداری تجلیات ملاحظہ ہوں کہ حالات نے یکایک ایسا پلٹا کھایا کہ اسپین کے بعض سربراہ اور اور انتہائی شریف انفسی اصحاب کے تقویٰ میں خدائی تقریف نے اسلام اور مسلمانوں سے محبت کی ایک نئی لہر پیدا کر دی اور بالآخر حکومت اسپین کی طرف سے ۱۳ ستمبر ۱۹۷۸ء کو قرطہ کی تاریخی ماحول میں جہاں ابو عمر احمد بن محمد قرطبی جیسے محدث و مورخ حضرت بھی جیسے نقیبہ حضرت ابن زیدون جیسے شاعر بے بدیل حضرت ابن حرم جیسے عالم ربانی اور حضرت احمد بن

رشد جب عظیم فلاسفر ابی حیدر سے رہتے ہیں۔ احمد سلم مشین اسپین کو ایک مسجد اور مشن ہاوس بنانے کی اجازت دے دی گئی۔ جس کی ہمارے محبوب امام حضرت حلیفہ امین الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے اسے دست مبارک سے ۱۹۷۸ء کو مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور اس طرح مسلم اسپین تعمیر کرنے کی روحانی اور باطنی تحریک ایک نئے اور انقلابی دور میں داخل ہو گئی جو اسلام کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان اور پوری امت مسلمہ کے لئے عید سرت ہے دعا ہے کہ خدا وہ دن لائے جب کہ اسپین میں ایک مرتبہ پھر اسی جلال، تمکنت اور قوت و شوکت سے اللہ اکبر کی فلک بوس آوازیں گونجنے لگیں۔ جس طرح آٹھ سے آٹھ سو سال پہلے اسپین کے پرگڑھے گونجتی اور مغرب کی فضاؤں میں ارتعاش پیدا کرتی تھیں اور ایک بار پھر اسپین کا ملک اسلامی علوم و فنون کا پہلے سے بڑھ کر مرکز بن جائے جس سے ایک طرف ماسکو اور دوسری طرف نیویارک کی دیواریں تک روشن پرحالیں اور اسلامی نوبت خسانے پھر کبھی مرتبہ خواتون کی آواز میں نہ بدل سکیں۔

آمین ثم آمین

**VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR**  
 MANUFACTURERS AND ORDER SUPPLIERS  
 PHONES 52325 / 52686 P.P.

بانیہ اور ہنر پارٹنر اسپین پر لیدر سول اور ریشم کے سینڈل انڈیا اور ہندوستان کا واحد مرکز مینوفیکچرر من اینڈ آرڈر سپلائرز

۲۲/۲۹ مکھنیا بازار - کانپور (یو. پی.)

**چمپل پروڈکٹس**

پیشہ اور ہنر پارٹنر اسپین پر لیدر سول اور ریشم کے سینڈل انڈیا اور ہندوستان کا واحد مرکز مینوفیکچرر من اینڈ آرڈر سپلائرز

**میرٹھ اور ہنر پارٹنر**

پیشہ اور ہنر پارٹنر اسپین پر لیدر سول اور ریشم کے سینڈل انڈیا اور ہندوستان کا واحد مرکز مینوفیکچرر من اینڈ آرڈر سپلائرز

**Autowings**

32, SECOND MAIN ROAD  
 C.I.T. COLONY  
 MADRAS - 60004  
 PHONE NO. 76360

**نادر و نایاب کتب اور اہم تاریخی تصاویر**

مندرجہ ذیل نادریا کتب اور اہم تاریخی تصاویر ہمارے ہاں دستیاب ہیں خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پر خط و کتابت فرمائیں۔

۱۔ حضرت سید محمد عیسیٰ علیہ السلام کی موروثی لادار تفسیر، اسلامی اصول کی فلاحی گواہی اور مری تہجد، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خلیفہ امین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر، پیام احمدیت کا فارسی اور گجراتی ترجمہ، حضرت شیخ ابوبکر بنی ماریہ خزانہ کی کتابت، حیات احمد علیہ السلام کی مکمل جلدیں اور معارف القرآن کے متعلق کئی کئی جملہ کتب، حضرت سید محمد اللہ دین صاحب کی انگریزی کا ادوارہ و کتابت کا مکمل سیریل، جماعت کی اہم تاریخی تصاویر کا مجموعہ جس میں سے ۱۹۳۹ء سے ۱۹۸۰ء تک کے عرصہ پر مشتمل تصاویر کا پہلا فرسٹ شائع کر دی گئی ہے۔ ضرور سنا مندا احباب دور دورہ پوسٹل آرڈر سہولت سے فرسٹ فرسٹ کر سکتے ہیں۔ یہ قیمتی ذخیرہ احمدیت کی نئی نسل کو بزرگانِ سلسلہ کے ذہنی چہروں سے متاثر کرانے کے علاوہ تبلیغ کا بھی ایک مفید ذریعہ ہے۔

یوسف احمد الدین سیکرٹری انجمن ترقی اسلام - اللہ دین بند ناگ  
 مسکن، راجپور (آندھرا پردیش)



# دورہ غانا

اوپر سے نیچے

1. ما احمدیہ سیکنڈری سکول گھمائی میں ہزاروں خدام کے گونجے۔  
 2. ما زید تیر سجدہ و دارالمتسین تہا کا خانہ ملاحظہ فرماتے ہوئے۔  
 3. ما احمدیہ ہسپتال اسکوٹر کے مریضوں کی دلجوئی۔  
 4. یوتھ سنٹرل یکن میں آم کے پودے کی تنصیب۔  
 5. آجوری گارڈن غانا میں خدام کے ساتھ پہل قدمی۔



1. ما احمدیہ سیکنڈری سکول گھمائی میں ہزاروں خدام کے گونجے۔



2. ما زید تیر سجدہ و دارالمتسین تہا کا خانہ ملاحظہ فرماتے ہوئے۔



3. ما احمدیہ ہسپتال اسکوٹر کے مریضوں کی دلجوئی۔



ANNUAL GATHERING NUMBER

The Weekly

**BADR**

Qadian 143516

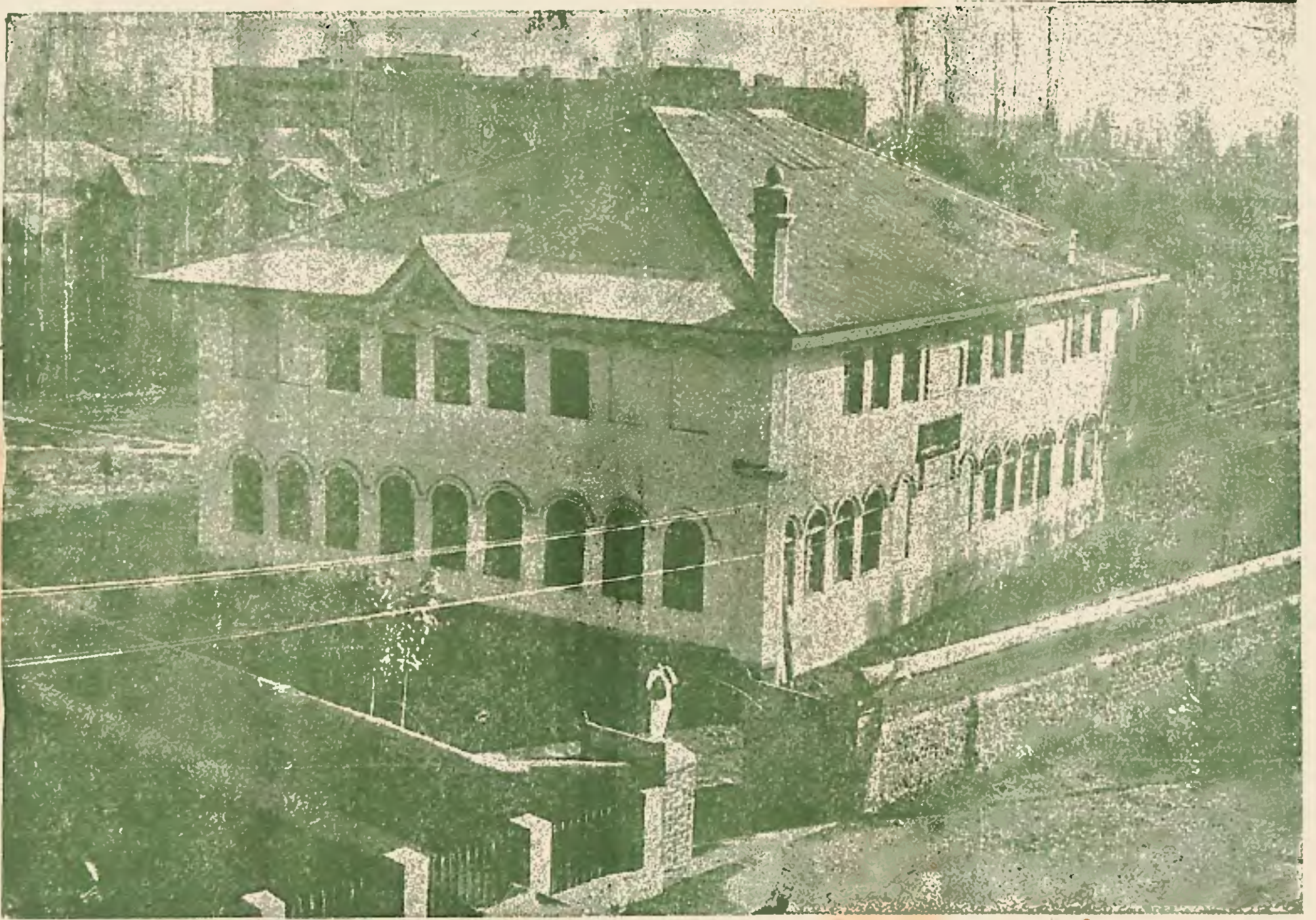
Editor-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor:—Jawaid Iqbal Akhtar

PRICE Rs. 2,50

VOL. No. 29 | 20/27 SAFAR 1401 ★ 18/25 FATAH 1359 ★ 18/25 DEC. 1980 | ISSUE No. 51-52

صد سالہ احمدیہ جوہلی منصوبے کا پہلا شمارہ



صد سالہ احمدیہ جوہلی منصوبے کے تحت تین لاکھ روپے کی لاگت سے بمقام سرسینگر (کشمیر) ہندوستان میں تعمیر ہونے والی جماعت احمدیہ کی پہلی عالیشان مسجد جس کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء کو سرمایا۔